رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی۔

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۱۷ | مورخہ ۷ جون سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ۲ رجب سنہ ۱۳۳۱ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام | نمبر ۲۱

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک شرعی حکم ہے بعض علماء کی اس کی نسبت یہ رائے ہے کہ جو شخص سلطان وقت کی طرف سے اس خدمت پر مامور ہو وہی مجاز ہے کہ اچھی بات کی ہدایت کرے اور بری باتوں پر ٹوکے لیکن امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت زور سے اس رائے کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ بری بات پر آزادی کے ساتھ گرفت کرے قرآن مجید میں ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تؤمنون باللہ۔ پارہ ۴ سورہ آل عمران ع ۱۲۔ لوگوں کی رہنمائی کے لئے جسقدر امتیں پیدا ہوئیں۔ ان میں تم مسلمان سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

غور کرو خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو عمدہ و اعلیٰ جماعت کے لقب سے ملقب فرمایا اور خیر الامم کے خصائص میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بیان فرمائے۔ اس میں شک نہیں امت محمدیہ کو لوگوں کی بھلائی کے واسطے خداوند تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پس امت مرحومہ کا منشا یہی ہے۔ کہ لوگوں کی بھلائی کے لئے جان تک لڑا دے۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ رات کو سوتے وقت سوچتا ہوں کہ لوگوں کی بھلائی کے متعلق اپنے فرائض منصبی کو کہاں تک ادا کیا ہے؟ گویا کہ بزرگان دین کا حاسبوا قبل ان تحاسبوا و زنوا قبل ان توزنوا پر عمل تھا۔ اس بھلائی کی تصریح آیۃ مرقومہ بالا میں یہ کی گئی ہے کہ پسندیدہ باتیں کرنے کو کہے اور ناپسندیدہ باتوں سے روکے اور خود بھی ان بھلائیوں پر عمل کرے۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا پورا ایمان ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خود بادشاہ اگر غلطی کرے تو اس پر بھی گرفت کرلینی چاہیئے۔ چنانچہ اس بحث میں امام صاحب نے بہت سی حکایتیں اس مضمون کی نقل کی ہیں کہ خلفائے عباسیہ اور دیگر سلاطین اسلام پر لوگوں نے نہایت آزادی و دلیری اور بے باکی سے گرفتیں کیں۔ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ جیسے مقتدر خلیفہ کو ٹوکا جاتا تھا۔ ایک بار حضرت عمرؓ بڑے بڑے مہر باندھنے کی ممانعت منبر پر چڑھ کر کر رہے تھے ایک بڑھیا نے کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھی۔ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج و اتیتم احدٰھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اتاخذونہ بھتانا و اثما مبینا (پارہ ۵ سورۃ النساء ع ۳) اور اگر تمہارا ارادہ ایک بی بی کو بدل کر اس کی جگہ دوسری بی بی کرنے کا ہو تو گو تم نے پہلی بیوی کو ڈھیر سا مال دیدیا ہو تو بھی اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لینا کیا تمہاری غیرت ہے کہ کسی قسم کا بہتان لگا کر اور صریح بے جا بات کر کے اپنا دیا ہوا اس سے واپس لیتے ہو؟ اس بڑھیا نے کہا کہ خلیفہ نے قرآن نہیں سمجھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ عمرؓ سے سب کا علم زیادہ ہے یہاں تک کہ بڑھیوں کا بھی اور پھر کبھی بڑے مہر باندھنے کی ممانعت نہ کی۔ سبحان اللہ کیسا مبارک زمانہ تھا کہ عورتیں بھی بادشاہوں کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرنے سے نہیں رکتی تھیں مولانا حالی فرماتے ہیں۔

وہ عہد ہمایوں جو خیر القرون تھا ۔ خلافت کا جبکہ کہ قائم ستون تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنموں تھا ۔ سال خیر و برکت کا ہر دم فزوں تھا
عدالت [illegible] تھے سب آئین
پھلا اور پھولا تھا اسلام کا گلشن
سعادت بڑی اس زمانہ کی یہ تھی ۔ کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خموشی ۔ نہ لگتی تھی حق کی انہیں بات کڑوی
غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا
خلیفہ سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر بھی بحث کی ہے کہ چھوٹوں کو بڑوں کے مقابلہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا جائز ہے یا نہیں۔ آپ نے اس کا یہ فیصلہ کیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

انّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّی یغیّروا ما بانفسہم

بیشک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ اللہ تعالے کے فضل سے شائع ہوتا ہے ۔

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی ۔ تراب احمدی ۔

چہ گویم باتو گر آئی بہ دارالامان قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۱۷ | مورخہ ۲۸ جون سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ۲۳ رجب سنہ ۱۳۳۱ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام | نمبر ۲۱

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک شرعی حکم ہے بعض علماؑ کی اس کی نسبت یہ رائے ہے کہ جو شخص سلطان وقت کی طرف سے اس خدمت پر مامور ہو وہی مجاز ہے کہ اچھی بات کی ہدایت کرے اور بری باتوں پر ٹوکے لیکن امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت زور سے اس رائے کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ بری بات پر آزادی کے ساتھ گرفت کرے قرآن مجید میں ہے ۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تومنون باللہ ۔ پارہ ۴ سورہ آل عمران ع ۲ ۔ لوگوں کی رہنمائی کے لئے جسقدر امتیں پیدا ہوئیں ۔ ان میں تم مسلمان سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو ۔

غور کرو خدا تعالے نے مسلمانوں کو خیر و اعلیٰ جماعت کے لقب سے ملقب فرمایا اور خیر الامم کے منصب میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بیان فرمائے ۔ اس میں شک نہیں امت محمدیہ کو لوگوں کی بھلائی کے واسطے خدا وند تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پس بعثت مرحومہ کا منشا یہی ہے ۔ کہ لوگوں کی بھلائی کے لئے جان تک لڑا دے ۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ رات کو سوتے وقت سوچتا ہوں کہ لوگوں کی بھلائی کے متعلق اپنے فرائض منصبی کو کہاں تک ادا کیا ہے ؟ گویا کہ بزرگان دین کا حاسبوا قبل ان تحاسبوا و زنوا قبل ان توزنوا پر عمل تھا ۔ اس بھلائی کی تصریح آیۃ مرقومہ بالا میں یہ کی گئی ہے کہ پسندیدہ باتیں کرنے کو کہے اور ناپسندیدہ باتوں سے روکے اور خود بھی ان بھلائیوں پر عمل کرے ۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ یہ ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا پورا ایمان ہو ۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خود بادشاہ اگر غلطی کرے تو اس پر بھی گرفت کرنی چاہیئے ۔ چنانچہ اس بحث میں امام صاحب نے بہت سی حکایتیں اس مضمون کی نقل کی ہیں کہ خلفائے عباسیہ اور دیگر سلاطین اسلام پر لوگوں نے نہایت آزادی و دلیری اور بے باکی سے گرفتیں کیں ۔ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ جیسے مقتدر خلیفہ کو ٹوکا جاتا تھا ۔ ایک بار حضرت عمرؓ بڑے بڑے مہر باندھنے کی ممانعت منبر پر چڑھ کر کر رہے تھے ایک بڑھیا نے کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھی ۔ و ان اردتم استبدال زوج مکان زوج و اتیتم احدٰہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اتاخذونہ بہتانا و اثما مبینا (پارہ ۵ سورۃ النساء ع ۳) اور اگر تمہارا ارادہ ایک بی بی کو بدل کر اس کی جگہ دوسری بی بی کرنے کا ہو تو گو تم نے پہلی بیوی کو ڈھیر سا مال دیدیا ہو تو ہم اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لینا کیا تمہاری غیرت ہے کہ کسی قسم کا بہتان لگا کر اور صریح بے جا حرکت کر کے اپنا دیا ہوا اس سے واپس لیتے ہو ؟ اس بڑھیا نے کہا کہ خلیفہ ہو کر قرآن نہیں سمجھتا ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ عمرؓ سے سب کا علم زیادہ ہے یہاں تک کہ بڑھیوں کا بھی اور پھر کبھی بڑے بڑے مہر باندھنے کی ممانعت نہ کی ۔ سبحان اللہ کیسا مبارک زمانہ تھا کہ عورتیں بھی بادشاہوں کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرنے سے نہیں رکتی تھیں مولانا حالی فرماتے ہیں :-

وہ عہد ہمایوں جو خیر القرون تھا ٭ خلافت کا جسکے کہ قائم ستون تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنموں تھا ٭ سماں خیر و برکت کا ہر دم فزوں تھا
عدالت سے کے زور سے تھے سب ایمن
پھلا اور پھولا تھا اسلام کا گلشن
سعادت بڑی اس زمانہ کی یہ تھی ٭ کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خموشی ٭ نہ لگتی تھی حق کی انہیں بات کڑوی
غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا
خلیفہ سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر بھی بحث کی ہے کہ بزرگوں کے مقابلہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جائز ہے یا نہیں ۔ آپ نے اس کا یہ فیصلہ کیا ہے کہ

کے گرا دیتے ہیں۔ تجسس اعلام و عظ و پند زجر و توبیخ دفع بالید تہدید تخویف زد و کوب۔ عام لوگوں کے مقابلہ میں یہ سب طریقے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ رتبہ اور درجہ میں اپنے سے اعلیٰ ہوں۔ مثلاً باپ اُستاد آقا حاکم بادشاہ وغیرہ ان کے مقابلہ میں صرف دو طریقوں سے کام لینا چاہیئے۔ اعلام اور وعظ و پند۔

صحیح مسلم میں ایک مشہور حدیث ہے جس کو حضرت ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہٖ فان لم تستطع فبلسانہٖ فان لم تستطع فبقلبہٖ و ذلک اضعف الایمان تم میں سے جو کوئی مسلمان خلاف حق بات دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے اس کا انسداد کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے اس کی بُرائی ظاہر کرے۔ اور اگر اس کی بھی قدرت نہ دیکھے تو دل میں اس کو بُرا سمجھے مگر یہ آخری صورت ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ہے۔

منقول ہے کہ کسی اہل دل نے ایک امیر کے خدمتگار کے ہاتھ میں شراب کی بوتل دیکھی تو اُسے زمین پر پھینک کر توڑ ڈالا۔ اس امیر نے اس نیک آدمی کو بلا بھیجا اور اپنے ہاتھ میں شراب کی بوتل پکڑ کر کہا کہ آپ نے ہمارے آدمی کے ہاتھ سے تو بوتل چھین کر توڑ ڈالی۔ اب وہی چیز ہمارے ہاتھ میں ہے ہم جب جانیں کہ آپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شوق ہے جب وہی سلوک اس بوتل سے بھی کرو۔ اس نے جواب دیا کہ آپ کو سمجھانے والے کا ذکر قرآن مجید کی اس آیۃ شریفہ میں ہے ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفًا (پ ۱۶ ع ۶) اور اے پیغمبر لوگ تجھ سے پہاڑوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ (کہ دنیا مٹنے کے وقت انسان کا کیا حال ہوتا ہے) تو (تم ان سے) کہو کہ میرا پروردگار ان کو (دھول کر کے چاروں طرف کو) اڑا دے گا۔ اس وقت اس اہل دل پر حالت جذب طاری ہو گئی۔ اور اس نے یہ آیت اس زور سے پڑھی کہ امیر کا تمام بدن کانپنے لگا۔ اور مارے دہشت کے بوتل اس کے ہاتھ سے زمین پر گر پڑی اور ٹوٹ گئی (لمذہ الدین بحوالہ انوار)

مسلمانوں کو ضرورت اتفاق

مسلمانوں کے سامنے بار بار یہ مسئلہ پیش کیا گیا ہے کہ ان کو آئندہ بچاؤ کیلئے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئے۔ اس وقت تک مختلف تدابیر پیش ہو چکی ہیں۔ لیکن سب کا مایہ الاشتراک یہی ہے کہ اتفاق و اتحاد کے ساتھ اپنے حقوق کی محافظت کیجائے جو تجاویز پیش کی جا رہی ہیں بلا تامل ان پر عمل شروع کر دینے کی سخت ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو اس سوچ بچار میں وقت چلا جائے اور اغیار کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

(ایڈیٹر) اتفاق و اتحاد کی ضرورت ایک مسلم ضرورت ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اتفاق و اتحاد پیدا کیونکر ہو؟ مسلمانوں میں اتفاق کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ ایک امام کے ماتحت

فضول خرچی اور مسلمان

فضول خرچی کے نیچے تمام ہندوستان کے مسلمانوں ہی کی بدنصیب خانہ خراب قوم گرفتار ہے آجکل مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر موجود ہیں اور بڑے بڑے کام انجام دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر اب تک انہیں اس کا ذرا بھی احساس نہیں ہوا۔ کہ اس مرض مہلک کو مسلمانوں میں سے دور کر دینے کے ذرائع پیدا کریں اگر سچ پوچھو تو سب سے پہلے اسی منحوس مرض نے مسلمانوں کی دولت کو گھن لگا دیا ہے کیا ہندوستان کیا ٹرکی کیا مصر جہاں دیکھو یہ مرض خصوصاً مسلمانوں میں روز افزوں ہے (عثمانی گزٹ)

حریت و آزادی کے صحیح معنی یہ ہیں!

آجکل اسلامی اخبارات میں حریت و آزادی کے الفاظ زیادہ کثرت کیساتھ استعمال ہوتے ہیں اور انسان چونکہ فطرۃً حریت و آزادی پسند ہے۔ اس وجہ سے اور نیز اسلامی دنیا کے اہم واقعات کی وجہ سے حریت و آزادی کے الفاظ سب سے زیادہ تر بہدف ہوتے ہیں۔ اور ہم چونکہ خود حریت و آزادی کے شیفتہ ہیں لہذا ہم سے زیادہ شاید کوئی دوسرا شخص حریت و آزادی کا حامی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ اسلام خود سب سے بڑھ کر حریت کی تعلیم دینے والا ہے یہ ناممکن ہے کہ سچا اور پکا مسلمان ہو کر کوئی شخص حریت کا مخالف ہو۔ حریت کی حمایت کرنا ہر ایک مسلمان کا اسلامی فرض ہے۔ اور حریت کا عامل ہونا ہر ایک مومن کے لئے لازمی ہے لیکن باوجود اس خیال کے کہ ہم کو افسوس ہے کہ جن معنوں میں حریت و آزادی کے الفاظ اس وقت استعمال ہو رہے ہیں اور بالخصوص نوجوانوں نے جو مفہوم حریت و آزادی کا سمجھا ہے وہ اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہے اور قوم کی گمراہی اور زیادہ تر تباہی اور بربادی کا باعث ہو تو اس مفہوم سے جو حریت کا سمجھا گیا ہے لہذا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ ہم حریت کے اصلی مفہوم کو سمجھا دیں اور بتا دیں کہ ایک انسان اور بالخصوص مسلمان باوجودیکہ حریت انسانی فطرۃً اور اسلامی تعلیم کے پھر بھی بہت سی قیود میں جکڑا ہوا ہے سب سے پہلے قید تو وہ ہے جو مذہبی احکام کی پابندی کی خدا اور اس کے رسول نے لگائی ہے۔ اگر کوئی مسلمان جب تک کہ وہ مسلمان ہے ان احکام کی پابندی سے آزاد ہونے کی کوشش کرے۔ تو اُس کا نام حریت و آزادی نہ ہوگا بلکہ دہریت و بے دینی یا لامذہبی ہوگا۔ علیٰ ہذا جو طلبہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں یا بورڈنگ ہوسوں میں رہتے ہیں وہ کالجوں اور اسکولوں اور بورڈنگ ہوسوں کے قواعد و قوانین مجریہ کی پابندی کرنے کو مجبور ہیں ان کی خلاف ورزی کرنے کا نام حریت و آزادی نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک طالب علم کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے استادوں کا ادب کرے اور ان کی عزت و تعظیم کرے ان کے احکام کی پابندی کرے اور اگر کسی حکم کی پابندی کرنے سے معذور ہو یا وہ حکم باعث تکلیف ہو تو نہایت ادب کیساتھ فرمانبرداری کے لہجہ میں اپنے استادوں کو اس کی خرابیوں کیطرف توجہ کرے۔ اسی طرح ہر ایک شخص مجبور ہے کہ وہ خاندان کے بزرگوں کا ادب کرے اپنے چھوٹوں کیساتھ شفقت و محبت کرے۔ اپنے ہمسایوں کے اور اپنے رشتہ داروں کے حقوق کی بجا آوری کی کوشش کرے اور جو مراسم اور دستور خاندان یا برادری کے ہوں ان کو پورا کرے اگر ایسا نہ کرے تو سوسائٹی کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض مراسم کسی سوسائٹی میں ایسے ہوں جو باعث خرابی ہوں لیکن اس قسم کے مراسم کی اصلاح کرنا ہر ایک متنفس کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ فرض ہے قوم برادری اور خاندان کے بزرگوں کا۔ اپنے بزرگوں کو خراب مراسم کی برائیاں عمدہ طریقہ سے بتائی جا سکتی ہیں۔ ان کی اصلاح کیطرف بزرگوں کو توجہ دلائی جا سکتی ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے اس کی اصلاح نہ کریں تو اس وقت انتظار کرنے کی ضرورت ہے کہ جب تک کہ خود نوجوانوں کو وہ درجہ حاصل ہو جبکہ وہ بزرگ خاندان ہوں ورنہ اگر ہر شخص اپنی طبیعت کی آزادی کے تحت مراسم کو ترک کرنے کیلئے آزاد ہو تو قوم کا شیرازہ بکھر جائیگا۔ اور قوم تباہ ہو جاوے گی۔ اسی طرح کسی قوم کا نظام اس وقت تک قائم رہ سکتا ہے اور فوج کے سپاہیوں کی زندگی اور کامیابی اسی پر منحصر ہے۔ کہ وہ قواعد اور ڈیوٹی کی پابند ہو۔ اور اپنے افسر کے حکم کی تعمیل کرے۔ میدان جنگ میں اگر سپاہی حریت و آزادی کے الفاظ کا غلط مفہوم خیال کر کے خود رائی حکم عدولی اور سرکشی پر آمادہ ہو جاویں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ تمام فوج ہلاک ہو جاوے گی۔ علیٰ ہذا کسی گورنمنٹ کی رعایا کا یہ فرض ہے کہ وہ قوانین مجریہ کی پابندی کرے۔ کیونکہ قانون کی عدم پابندی حریت و آزادی نہیں بلکہ شورش و بغاوت ہے۔ بیشک ہر ایک رعایا کا فرض ہے کہ وہ تکلیف دہ قوانین پر نکتہ چینی کر کے اس کو منسوخ کرانے کی متواتر کوشش کرتی رہے لیکن جب تک کہ قانون منسوخ نہ ہو جاوے اس وقت تک اس کی پابندی لازمی ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ حریت و آزادی کس [illegible] ہمارے نزدیک حریت کا غلط مطلب نے اور بار بار زور [illegible] پر یا ظلم پر [illegible] کا نام حریت نہیں ہے۔ حریت ایسی چیز نہیں ہے کہ کسی دوسرے شخص سے یا گورنمنٹ سے حاصل ہو سکے بلکہ حریت خود انسان کے دل اندر موجود ہے اپنے نفس کو قابو میں رکھنا اصلی حریت ہے اپنی ناجائز خواہشات کو مغلوب کرنا حریت ہے۔ تکلیف کیساتھ زندگی بسر کرنا لیکن بے غیرتی بے حمیتی کی یا دوسرے ناجائز ذرائع سے روپیہ حاصل نہ کرنا حریت ہے حق کی حمایت کرنا حریت ہے صداقت و راستبازی کو اپنا شعار بنانا حریت ہے۔ کسی ناجائز خوف کی وجہ سے نیک کام سے باز نہ آنا حریت ہے جھوٹی خوشامد نہ کرنا حریت ہے کینہ انتقام بدی اور کمینہ خیالات کو مغلوب کرنا حریت ہے۔ غرضیکہ اصلی حریت یہ ہے کہ کسی نازک سے نازک موقعہ پر بلکہ کسی تخلیہ کی صحبت میں بھی کوئی فعل ایسا سرزد نہ ہونا چاہیئے جو مخرب اخلاق ہو اصلی حریت ہے غرضیکہ انبیاء اور ان کے بعد اولیاء اللہ کی زندگی حریت کا اعلیٰ نمونہ ہے اور مبارک ہیں وہ لوگ جو اس نمونہ کو پیش نظر رکھکر اپنے آپ کو ویسا بنانے کی کوشش کریں ایک جھوٹا مکار دغاباز دھوکہ باز لالچی دولت کا یا عزت کا حریص انسان حریت کا مدعی نہیں ہو سکتا ایسا شخص جس میں اخلاقی جرأت نہ ہو جو لوگوں کی غیبت اور برائی کرتا ہو۔ جو احسان فراموش احسان کش اور نمک حرام ہو جسکا کیرکٹر خود شرمناک ہو جسکے معایب سے دوسرے لوگ واقف ہوں حریت کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہم اپنے عزیز نوجوانوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اخلاق کو اعلیٰ بنا دیں وہ دنیا کی ہر ایک تکلیف اور ہر ایک ذلت کے برداشت کرنے کیلئے آمادہ و تیار رہیں لیکن وہ کسی ایسے فعل کے مجرم نہ ہوں جو مذہب یا اخلاق کے خلاف ہو اس وقت حریت ان کو خود بخود حاصل ہو جاویگی (البشیر)

کے گئے درجے ہیں۔ تجسس اعلام وعظ و پند زجر و توبیخ دفع بالید تہدید تخویف زد و کوب۔ عام لوگوں کے مقابلہ میں یہ سب طریقے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ رتبہ اور درجہ میں اپنے سے اعلیٰ ہوں۔ مثلاً باپ اُستاد آقا حاکم بادشاہ وغیرہ ان کے مقابلہ میں صرف دو طریقوں سے کام لینا چاہیئے۔ اعلام اور وعظ و پند۔

صحیح مسلم میں ایک مشہور حدیث ہے جس کو حضرت ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه و ذلك اضعف الايمان تم میں سے جو کوئی مسلمان خلاف حق بات دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے اس کا انسداد کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے اس کی برائی ظاہر کرے۔ اور اگر اس کی بھی قدرت نہ دیکھے تو دل میں اس کو برا سمجھے مگر یہ آخری صورت ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ہے +

منقول ہے کہ کسی اہل دل نے ایک امیر کے خدمتگار کے ہاتھ میں شراب کی بوتل دیکھی تو اُسے زمین پر پھینک کر توڑ ڈالا۔ اس امیر نے اس نیک آدمی کو بلا بھیجا اور اپنے ہاتھ میں شراب کی بوتل لیکر کہا کہ آپ نے ہمارے آدمی کے ہاتھ سے تو بوتل چھین کر توڑ ڈالی۔ اب وہی چیز ہمارے ہاتھ میں ہے ہم جب جانیں کہ آپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شوق ہے جب وہی سلوک اس بوتل سے بھی کرو۔ اس نے جواب دیا کہ آپ کو سمجھانے والے کا ذکر قرآن مجید کی اس آیہ شریفہ میں ہے ويسئلونك عن الجبال فقل ينسفها ربي نسفا (پ ۱۶ ع ۱۶) اور اے پیغمبر لوگ تجھ سے پہاڑوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ (کہ دنیا مٹتے وقت ان کا کیا حال ہوتا ہے) تو (تم ان سے) کہو کہ میرا پروردگار ان کو (دھول کر کے چاروں طرف کو) اڑا دے گا۔ اس وقت اس اہل دل پر حالت جذب طاری ہو گئی۔ اور اس نے یہ آیت اس زور سے پڑھی کہ امیر کا تمام بدن کانپنے لگا۔ اور مارے دہشت کے بوتل اس کے ہاتھ سے زمین پر گر پڑی اور ٹوٹ گئی

(نور الدین محمد جبرانی)

مسلمانوں کو ضرورت اتفاق

مسلمانوں کے سامنے بار بار یہ مسئلہ پیش کیا گیا ہے کہ ان کو آئندہ بچاؤ کیلئے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیے۔ اس وقت تک مختلف تدابیر پیش ہو چکی ہیں۔ لیکن سب کا مایہ الاشتراک یہی ہے کہ اتفاق و اتحاد کے ساتھ اپنے حقوق کی محافظت کیجائے جو تجاویز سوچی جا رہی ہیں بلا تامل ان پر عمل شروع کر دینے کی سخت ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو اس سوچ و بچار میں وقت چلا جائے اور اخبار کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

(ایڈیٹر) اتفاق و اتحاد کی ضرورت ایک مسلم ضرورت ہے [illegible] اتفاق و اتحاد پیدا کیونکر ہو؟ مسلمانوں [illegible] ہے کہ وہ ایک امام کے ماتحت [illegible] سکیں کو فی پائی گئی

فضول خرچی اور مسلمان

فضول خرچی کے نیچے تمام ہندوستان کے مسلمانوں ہی کی بد نصیب خانہ خراب قوم گرفتار ہے آجکل مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر موجود ہیں اور بڑے بڑے کام انجام دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ابتک انہیں اس کا ذرا بھی احساس نہیں ہوا۔ کہ اس مرض مُتعدی کو مسلمانوں میں سے دور کر دینے کے ذرائع پیدا کریں اگر سچ پوچھو تو سب سے پہلے اس منحوس مرض نے مسلمانوں کی دولت کو گھُن لگا دیا ہے کیا ہندوستان کیا ٹرکی کیا مصر جہاں دیکھو یہ مرض خصوصاً مسلمانوں میں روز افزوں ہے

(عثمانی گزٹ)

حریت و آزادی کے صحیح معنی یہ ہیں!

آجکل اسلامی اخبارات میں حریت و آزادی کے الفاظ زیادہ کثرت کیساتھ استعمال ہوتے ہیں اور انسان چونکہ فطرۃً حریت و آزادی پسند ہے۔ اس وجہ سے اور نیز اسلامی دنیا کے اہم واقعات کی وجہ سے حریت و آزادی کے الفاظ سب سے زیادہ تیر بہدف ہوتے ہیں۔ اور ہم چونکہ خود حریت و آزادی کے شیفتہ ہیں لہذا ہم سے زیادہ شاید کوئی دوسرا شخص حریت و آزادی کا حامی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ اسلام خود سب سے بڑھ کر حریت کی تعلیم دینے والا ہے یہ نا ممکن ہے کہ سچا اور پکا مسلمان ہو کر کوئی شخص حریت کا مخالف ہو۔ حریت کی حمایت کرنا ہر ایک مسلمان کا اسلامی فرض ہے۔ اور حریت کا حامل ہونا ہر ایک مومن کے لئے لازمی ہے لیکن باوجود اس خیال کے کہ ہم کو افسوس ہے کہ جن معنوں میں حریت و آزادی کے الفاظ اس وقت استعمال ہو رہے ہیں اور بالخصوص نوجوانوں نے جو مفہوم حریت و آزادی کا سمجھا ہے وہ اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہے اور قوم کی گمراہی اور زیادہ تباہی اور بربادی کا باعث ہونیوالا مفہوم جو حریت کا سمجھا گیا ہے۔ لہذا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ ہم حریت کے اصلی معنوں کو سمجھا دیں اور بتا دیں ہر ایک انسان اور بالخصوص مسلمان باوجودیکہ حریت یا انسانی فطرۃ اور اسلامی تعلیم کے پھر بھی بہت سی قیود میں جکڑا ہوا ہے سب سے پہلے قید تو وہ ہے جو مذہبی احکام کی پابندی کی خدا اور اس کے رسول نے لگائی ہے۔ اگر کوئی مسلمان جب تک کہ وہ مسلمان ہے ان احکام کی پابندی سے آزاد ہونے کی کوشش کرے تو اُس کا نام حریت و آزادی نہ ہوگا بلکہ دہریت و بے دینی یا لامذہبی ہوگا۔ علیٰ ہذا جو طلبہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں یا بورڈنگ ہوسوں میں رہتے ہیں وہ کالجوں اور اسکولوں اور بورڈنگ ہوسوں کے قواعد و قوانین مجریہ کی پابندی کرنے کو مجبور ہیں ان کی خلاف ورزی کرنے کا نام حریت و آزادی نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک طالب علم کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے استادوں کا ادب کرے اور ان کی عزت و تعظیم کرے ان کے احکام کی پابندی کرے اور اگر کسی حکم کی پابندی کرنے سے معذور ہو یا وہ حکم باعث تکلیف ہو تو نہایت ادب کیساتھ فرمانبرداری کے لہجہ میں اپنے استادوں کو اس کی خرابیوں کیطرف توجہ کرے۔ اسی طرح ہر ایک شخص بحیثیت رکن خاندان کے بزرگوں کا ادب کرے۔ اپنے چھوٹوں کیساتھ شفقت و محبت کرے۔ اپنے بھائیوں کے اور اپنے رشتہ داروں کے حقوق کی بجا آوری کی کوشش کرے اور جو مراسم اور دستور خاندان یا برادری کے ہوں ان کو پورا کرے اگر ایسا نہ کرے گا تو سوسائٹی کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض مراسم کسی سوسائٹی میں ایسے ہوں جو باعث خرابی ہوں لیکن اس قسم کے مراسم کی اصلاح کرنا ہر ایک متنفس کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ فرض ہے قوم برادری اور خاندان کے بزرگوں کا۔ اپنے بزرگوں کو خراب مراسم کی برائیاں عمدہ طریقہ سے بتائی جا سکتی ہیں۔ ان کی اصلاح کیطرف بزرگوں کو توجہ دلائی جا سکتی ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے اس کی اصلاح نہ کریں تو اس وقت انتظار کرنے کی ضرورت ہے کہ جب تک کہ خود نوجوانوں کو وہ درجہ حاصل ہو جبکہ وہ بزرگ خاندان ہوں ورنہ اگر ہر شخص اپنی طبیعت کی آزادی کے قومی مراسم کو ترک کرنے کیلئے آزاد ہو تو قوم کا شیرازہ بکھر جائیگا۔ اور قوم تباہ ہو جاوے گی۔ اسی طرح کسی قوم کا نظام اس وقت تک قائم رہ سکتا ہے اور فوج کے سپاہیوں کی زندگی اور کامیابی اسی پر منحصر ہے۔ کہ وہ قواعد اور ڈیوٹی کی پابند ہو۔ اور اپنے افسر کے حکم کی تعمیل کرے۔ میدان جنگ میں اگر سپاہی حریت و آزادی کے الفاظ کا غلط مفہوم خیال کر کے خود رائی حکم عدولی اور سرکشی پر آمادہ ہو جاویں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ تمام فوج ہلاک ہو جاوے گی۔ علیٰ ہذا کسی گورنمنٹ کی رعایا کا یہ فرض ہے کہ وہ قوانین مجریہ کی پابندی کرے۔ کیونکہ قانون کی عدم پابندی حریت و آزادی نہیں بلکہ شورش و بغاوت ہے۔ بیشک ہر ایک رعایا کا فرض ہے کہ وہ تکلیف دہ قوانین پر نکتہ چینی کر کے اس کو منسوخ کرانے کی متواتر کوشش کرتی رہے لیکن جب تک کہ قانون منسوخ نہ ہو جاوے اس وقت تک اس کی پابندی لازمی ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ حریت و آزادی کس چیز کا نام ہے ہماری نزدیک حریت کا غل مچانے اور بار بار زبان پر یا قلم پر لانے کا نام حریت نہیں ہے۔ حریت ایسی چیز نہیں ہے کہ کسی دوسرے شخص سے یا گورنمنٹ سے حاصل ہو سکے بلکہ حریت خود انسان کے دل اندر موجود ہے اپنے نفس کو قابو میں رکھنا اصلی حریت ہے اپنی ناجائز خواہشات کو مغلوب کرنا حریت ہے۔ تکلیف کیساتھ زندگی بسر کرنا لیکن بے غیرتی بے حمیتی سے یا دوسرے ناجائز ذرایع سے روپیہ حاصل نہ کرنا حریت ہے حق کی حمایت کرنا حریت ہے صداقت و راستبازی کو اپنا شعار بنانا حریت ہے۔ کسی ناجائز خوف کی وجہ سے نیک کام سے باز نہ آنا حریت ہے جھوٹی خوشامد نہ کرنا حریت ہے کینہ انتقام بغض اور کمینہ خیالات کو مغلوب کرنا حریت ہے غرضیکہ اصلی حریت یہ ہے کہ کسی نازک سے نازک موقعہ پر اور کسی تخلیہ کی صحبت میں بھی کوئی فعل ایسا سرزد نہ ہونا چاہیئے جو خلاف اخلاق ہو اصلی حریت ہے غرضیکہ انبیاء اور ان کے بعد اولیاء اللہ کی زندگی حریت کا اعلیٰ نمونہ ہے اور مبارک ہیں وہ لوگ جو اس نمونہ کو پیش نظر رکھکر اپنے آپ کو ویسا بنانے کی کوشش کریں ایک جھوٹا مکار دغاباز دھوکہ باز لالچی دولت کا یا عزت کا حریص انسان حریت کا مدعی نہیں ہو سکتا ایسا شخص جس میں اخلاقی جرأت نہ ہو جو لوگوں کی غیبت اور برائی کرتا ہو۔ جو احسان فراموش احسان کش اور نمک حرام ہو جس کا کیرکٹر خوفناک ہو جس کے معایب سے دوسرے لوگ واقف ہوں حریت کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہم اپنے عزیز نوجوانوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اخلاق کو اعلیٰ بنا دیں وہ دنیا کی ہر ایک تکلیف اور ہر ایک ذلت کے برداشت کرنے کیلئے آمادہ و تیار رہیں لیکن وہ کسی ایسے فعل کے مجرم نہ ہوں جو مذہب یا اخلاق کے خلاف ہو اسی وقت حریت ان کو خود بخود حاصل ہو جاویگی (البشیر)

ہمارے اخبارات کی زندگی

(نمبر ۱)

فغاں ہیں آہیں شیون ہیں نالے ہیں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والی ہیں

اخبارات کی زندگی کا مقصد جہاں تک میں سمجھتا ہوں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دو لفظوں میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ اخبارات اپنی قوم اپنے ملک کو ان **تدابیر اور اسباب** کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جو اس کے لئے مفید اور بابرکت ہوں۔ اور اخلاق فاضلہ کے اختیار کرنے اور رزائل سے بچنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ پس یہ کام ایک اصلاح کا کام ہے۔ اسی لحاظ سے اخبار مصلح قوم اور مصلح ملک کہے جاتے ہیں۔ اصلاح کا کوئی کام ہو نہیں سکتا جب تک کہ **ڈسٹرکشن** کا کام پہلے ہاتھ میں نہ لیا جاوے لیکن یہ مفید نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ساتھ کانسٹرکشن نہ ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام راستبازوں کی زندگی پر نظر کرو۔ انہوں نے قوم سے بدیوں کو چھوڑایا اور اس کی جگہ پاک **عقائد** اور اعمال صالحہ کی تعلیم دی۔ ان کی مخالفت کی جڑ وہی ڈسٹرکشن کا قانون ہوتا ہے جب وہ قوم کو اس کی بداطواریوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ تو ضروری امر ہے کہ وہ اس سے ناراض ہوں۔ یہی وقت ہر ایسے شخص کو جس کے ہاتھ میں کسی بھی قسم کی اصلاح کا کام ہو پیش آتی ہے۔ اور اخبار نویس بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب تک وہ قوم میں یہ احساس پیدا نہ کرے کہ وہ فلاں مرض میں مبتلا ہے۔ اس وقت تک وہ اس کے لئے علاج کیا تجویز کرے گا۔ اس مقصد کے لئے بعض اوقات جدوجہد کرتے ہوئے اس کو ... سخت ناگوار اور تلخ تجربوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ مگر یہ ناگوار امور اس کی دوڑ میں روک نہیں ہو جانے چاہئیں۔

الحکم جب سے جاری ہوا ہے اس نے اپنی سمجھ اور فکر کے موافق اس مقصد کو اپنے ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور جب تک وہ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہی توفیق چاہتا ہوں۔ کہ ربنا ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا۔

مجھے اس سلسلہ مضامین میں اپنے سلسلہ کے اخبارات کی زندگی پر قوم کے لئے ایک دلچسپ مطالعہ پیش کرنا مقصود ہے۔ اس امید سے کہ قوم اس پر توجہ کرے +

ایک وقت تھا کہ **سلسلہ عالیہ احمدیہ** میں کوئی اخبار نہ تھا۔ اور نہ کوئی شخص ان مشکلات اور مصائب کے تھپیڑوں میں اپنے آپ کو ڈالنا پسند کرتا تھا۔ کیونکہ ہر آسمانی اور ربانی سلسلہ اپنے ابتدائی ایام میں محض مشکلات کا آماجگاہ ہوتا ہے۔ ان حالات میں خدا ہی کے فضل و کرم سے **الحکم** جاری کر دیا گیا۔ پھر جن مشکلات کے جنگلوں اور پہاڑوں میں سے وہ گذرا۔ وہ اس کی گذشتہ سولہ سال کی زندگی کی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ اس کے بعد جب قوم میں اخبار بینی کا مذاق پیدا ہونے لگا۔ تو **بدر** نے اور پھر رفتہ رفتہ **ریویو۔ تشحیذ۔ نور۔ الحق۔ اظہار الحق** وغیرہ نے اس کے کام میں ہاتھ بٹایا۔ اس وقت خدا کے فضل و کرم سے ماہواری رسالوں کے علاوہ **چار اخبار** جاری ہیں۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ دو اور اخباروں سے اس سلسلہ اخبارات میں اضافہ ہو۔ جن میں سے ایک قادیان سے حضرت صاحبزادہ **مرزا بشیر الدین محمود احمد** صاحب اولوالعزم کی ادارت و نظارت سے **فضل** کے نام سے شائع ہونے والا ہے۔ اور ایک **لاہور** سے **پیغام صلح** ہے۔ انجمن پیغام صلح کے اہتمام سے۔

یہ دونو اخبار کیسے ہوں گے؟ ملک اور قوم اور سلسلہ کی کیا خدمت کریں گے وہ واقعات اور ان کے کام سے معلوم ہوگا۔ لیکن ان کے اجراء سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے **موجودہ اخبارات** یا اپنے فرض کو تو پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ یا کام کا میدان اسقدر وسیع ہو گیا ہے کہ اب ان کے سنبھالنے کا نہیں رہا۔

ایک وقت اخبارات سلسلہ پر ایسا بھی آیا کہ یہ تحریک بڑے زور سے قوم میں پیدا کی جا رہی تھی کہ متعدد اخبارات قوم پر ایک بوجھ ہیں اور ان سب کو بند کر کے انجمن کی طرف سے ایک اخبار جاری کر دیا جاوے۔

اس تجویز کی غلطی اور کمزوری کو قوم کے سامنے اگر جرأت سے کوئی شخص رکھ سکا تو وہ ایڈیٹر الحکم تھا۔ اور آخر یہ تجویز جو بڑے جوش اور قوت کیساتھ شروع کی گئی تھی گر گئی۔ میری رائے ہمیشہ سے یہ ہے کہ کسی قوم کی علمی قوت اور قومی شوکت کا اظہار اس کے اخبارات کی کثرت سے ہوتا ہے اور یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک فخر کی بات ہے۔ اور اس کے اخبارات کی اس تجویز کے بعد کثرت ہو رہی ہے جبکہ کل اخبارات کو بند کر کے ایک بنا دینے کی تجویز پیش کی گئی تھی اور اس کثرت پر جسقدر مجھے خوشی ہو سکتی ہے اور جو لطف اس کا میں اٹھا سکتا ہوں دوسرے شاید اس قدر لطف نہ اٹھا سکیں؟ اس لئے کہ ہر طرف سے آوازیں اٹھ رہی تھیں کہ ان سب کو بند کر دو یہ **قوم پر بوجھ ہیں** لیکن آج عملی حالت نے بتا دیا کہ قوم کو ایک سے زیادہ اخبارات کی فی الواقعہ ضرورت ہے۔ اور وہ لوگ جو اس وقت سمجھتے تھے کہ متعدد اخبار ایک بوجھ ہے۔ آج اسی بوجھ کو بشرطیکہ اسے بوجھ کہا جاوے قوم کے سر پر لادنے کو طیار ہیں۔ لیکن جیسے اس وقت بھی میں نے کہا تھا کہ کوئی بوجھ نہیں۔ بلکہ متعدد اخبارات کی ضرورت ہے آج بھی سب سے پہلے میں ہی اس کا خوشی اور مسرت کیساتھ **خیر مقدم** کرتا ہوں۔ جسقدر ترقی اخبارات کی ہوگی اسی قدر قوم کے مذاق کی **اصلاح** اور اس کی کمزوریوں کی تبدیلی ممکن ہے کیونکہ مختلف مذاق اور خیال کے لوگوں کی سیری ایک ہی اخبار سے نہیں ہو سکتی۔ ہاں اب موجودہ عملی تجویز نے ایک اور حقیقت کو بھی کھول دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس وقت جبکہ اخبارات کے بند کر دینے کی تجویز تھی یہ کہا جاتا تھا کہ انجمن کے ماتحت ایک اخبار ہو جو انجمن کا ہو کیونکہ قومی پرچہ بدوں اس کے نہیں کہلا سکتا۔ لیکن اب عملی تجربہ نے بتا دیا ہے **آزاد اخبار نویسی** کسی انجمن کے پرچے کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی اخبار انجمن کی ملکیت ہو تب بھی وہ **قومی پرچہ** ہی کہلائے گا۔ بشرطیکہ قوم کے حقوق کی حفاظت کرے۔ قوم کو **صراط مستقیم** کی راہ نمائی کرے اگر یہ صفات اس میں نہیں تو وہ انجمن کا ہو یا کسی کا بھی پرچہ ہو قومی نہیں کہلا سکتا۔ قومی پرچہ وہی ہوگا جو قوم کو مفید اور بابرکت باتوں کی طرف رہنمائی کرے۔ اور مضرات سے آگاہ کرے۔ غرض جدید اخبارات کی تجویز نے خدا کے فضل سے الحکم کی ظاہر کردہ رایوں کی توثیق ثابت کر دی ہے۔ و الحمد للہ۔

حقیقت میں کوئی اخبار جب تک آزادی کیساتھ معاملات پر رائے زنی نہیں کرتا وہ مفید نہیں ہو سکتا۔ ہاں اسکی آزادی ایک قوت کے ماتحت ہونی ضروری ہے اور اس کے متعلق الحکم کے فائل شہادت دیتے ہیں۔ کہ **میرا ایمان اور مذہب یہی ہے کہ وہ طاقت امام کی ہی ہو کیونکہ الامام جنۃ۔**

غرض اخبارات میں دو جدید اخبارات **فضل** اور پیغام صلح کے اعلانات کا اضافہ ہوا ہے۔

پیغام صلح } کا اعلان ابھی میرے پاس نہیں پہنچا اور میں سنتا ہوں ابھی شایع نہیں ہوا۔ لیکن **فضل** کا پراسپیکٹس

حضرت اولوالعزم صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے شایع کر دیا ہے۔ جن مقدس ہاتھوں میں **فضل** کا چارج ہے اللہ تعالیٰ نے خود اس کے نام میں **بشارت** اور **فضل** اور حمل کے مواد کو جمع کر دیا ہے۔

میں قوم کے لئے اس کو برکت اور فضل ہی سمجھتا ہوں نہیں بلکہ یقین کرتا ہوں۔ بڑی دعاؤں اور زاریوں کے بعد جو پرچہ نکلتا ہے لاریب وہ قوم کی سچی رہنمائی کا حق ادا کرے گا۔

ایک مرتبہ حضرت مولوی عبد الکریم مخدوم رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

ہمارے اخبارات کی زندگی

(نمبر ۱)

فغاں میں آہیں شیون میں نالے ہیں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والی ہیں

اخبارات کی زندگی کا مقصد جہاں تک میں سمجھتا ہوں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دو لفظوں میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ اخبارات اپنی قوم اپنے ملک کو ان **تدابیر اور اسباب** کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ جو اس کے لئے مفید اور بابرکت ہوں۔ اور اخلاق فاضلہ کے اختیار کرنے اور رزائل سے بچنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ پس یہ کام ایک **اصلاح** کا کام ہے۔ اسی لحاظ سے **اخبار** مصلح قوم اور **مصلح ملک** کہے جاتے ہیں۔ اصلاح کا کوئی کام ہو نہیں سکتا جب تک کہ **ڈسٹرکشن** کا کام پہلے ہاتھ میں نہ لیا جاوے لیکن یہ مفید نہیں ہوسکتا جب تک اس کے ساتھ کانسٹرکشن نہ ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام راستبازوں کی زندگی پر نظر کرو۔ انہوں نے قوم سے بدیوں کو چھڑایا اور اس کی جگہ **پاک عقائد** اور **اعمال صالحہ** کی تعلیم دی۔ ان کی بیخ لعنت کی جڑ دہی ڈسٹرکشن کا قانون ہوتا ہے جب وہ قوم کو اس کی بداطواریوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ تو ضروری امر ہے کہ وہ اس سے ناراض ہوں۔ یہی دقت ہر ایسے شخص کو جس کے ہاتھ میں کسی بھی قسم کی اصلاح کا کام ہو پیش آتی ہے۔ اور اخبار دیس بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جب تک وہ قوم میں یہ احساس پیدا نہ کرے کہ وہ فلاں مرض میں مبتلا ہے۔ اس وقت تک وہ اس کے لئے **علاج** کیا تجویز کرے گا۔ اس مقصد کے لئے بعض اوقات جدوجہد کرتے ہوئے اس کو ۔ ۔ ۔ ۔ سخت ناگوار اور تلخ **تجربوں** سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مگر یہ ناگوار امور اس کی دوڑ میں روک نہیں ہوجانے چاہئیں۔

الحکم جب سے جاری ہوا ہے اس نے اپنی سمجھ اور فکر کے موافق اس مقصد کو اپنے ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور جب تک وہ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہی توفیق چاہتا ہوں۔ کہ ربنا ارنا الحق حقا و ارنا الباطل باطلا۔

مجھے اس سلسلہ مضامین میں اپنے سلسلہ کے اخبارات کی زندگی پر قوم کے لئے ایک دلچسپ مطالعہ پیش کرنا مقصود ہے۔ اس امید سے کہ قوم اس پر توجہ کرے۔

ایک وقت تھا کہ **سلسلہ عالیہ احمدیہ** میں کوئی اخبار نہ تھا۔ اور نہ کوئی شخص ان مشکلات اور مصائب کے تھپیڑوں میں اپنے آپ کو ڈالنا پسند کرتا تھا۔ کیونکہ ہر آسمانی اور ربانی سلسلہ اپنے ابتدائی ایام میں محض مشکلات کا آماجگاہ ہوتا ہے۔ ان حالات میں خدا ہی کے فضل و کرم سے **الحکم جاری** کردیا گیا۔ پھر جن مشکلات کے جنگلوں اور پہاڑوں میں سے وہ گزرا۔ وہ اس کی گذشتہ سولہ سال کی زندگی کی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ اس کے بعد جب قوم میں اخبار بینی کا مذاق پیدا ہونے لگا۔ **نوبت** رسانے اور پھر رفتہ رفتہ **ریویو۔ تشحیذ۔ نور۔ الحق۔ اظہار الحق** وغیرہ نے اس کے کام میں ہاتھ بٹایا۔ اس وقت خدا کے فضل و کرم سے ماہواری رسالوں کے علاوہ **چار اخبار** جاری ہیں۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ دو اور اخباروں سے اس سلسلہ اخبارات میں اضافہ ہو۔ جن میں سے ایک قادیان سے حضرت صاحبزادہ **مرزا بشیر الدین محمود احمد** صاحب اولوالعزم کی ادارت و نظارت سے **فضل** کے نام سے شائع ہونے والا ہے۔ اور ایک **لاہور** سے **پیغام صلح** ۔ انجمن پیغام صلح کے اہتمام سے۔

یہ دونو اخبار کیسے ہوں گے؟ ملک اور قوم اور سلسلہ کی کیا خدمت کریں گے؟ یہ واقعات اور ان کے کام سے معلوم ہوگا۔ لیکن ان کے اجرائت اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ **ہمارے موجودہ اخبارات** اپنے فرض کو تو پورے طور پر ادا نہیں کرسکتے۔ یا کام کا میدان اسقدر وسیع ہوگیا ہے کہ اب ان کے سنبھالنے کا نہیں رہا۔

ایک وقت اخبارات سلسلہ پر ایسا بھی آیا کہ یہ تحریک بڑے زور سے قوم میں پیدا کرنی چاہی گئی کہ متعدد اخبارات قوم پر ایک بوجھ ہیں اور ان سب کو بند کرکے **انجمن** کی طرف سے ایک اخبار جاری کردیا جاوے۔

اس **تجویز** کی **غلطی** اور **کمزوری** کو قوم کے سامنے اگر ابتدا سے کوئی شخص رکھ سکا تو وہ ایڈیٹر الحکم تھا۔ اور آخر یہ تجویز جو بڑے جوش اور قوت کے ساتھ شروع کی گئی تھی گر گئی۔ میری رائے ہمیشہ سے یہ ہے کہ کسی قوم کی علمی قوت اور قومی شوکت کا اظہار اس کے اخبارات کی کثرت سے ہوتا ہے اور یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک فخر کی بات ہے۔ اور اس کے اخبارات کی اس تجویز کے بعد کثرت ہو رہی ہے جبکہ کل اخبارات کو بند کرکے ایک بنا دینے کی تجویز پیش کی گئی تھی اور اس کثرت پر جسقدر مجھے خوشی ہوسکتی ہے اور جو لطف اس کا میں اٹھا سکتا ہوں دوسرے شاید اس قدر لطف نہ اٹھا سکیں؟ اس لئے کہ ہر طرف سے آوازیں اٹھ رہی تھیں کہ ان سب کو بند کردو یہ **قوم پر بوجھ ہیں** لیکن آج عملی حالت نے بتا دیا کہ قوم کو ایک سے زیادہ اخبارات کی فی الواقعہ ضرورت ہے۔ اور وہ لوگ جو اس وقت سمجھتے تھے کہ متعدد اخبار ایک بوجھ ہے۔ آج اسی بوجھ کو بشرطیکہ اسے بوجھ کہا جاوے قوم کے سر پر لادنے کو طیار ہیں۔ لیکن جیسے اس وقت بھی میں نے کہا تھا کہ کوئی بوجھ نہیں۔ بلکہ متعدد اخبارات کی ضرورت ہے آج بھی سب سے پہلے میں ہی اس کا خوشی اور مسرت کیساتھ **خیر مقدم** کرتا ہوں۔ جسقدر ترقی اخبارات کی ہوگی اسی قدر قوم کے مذاق کی **اصلاح** اور اس کی کمزوریوں کی تبدیلی ممکن ہے کیونکہ مختلف مذاق اور خیال کے لوگوں کی سیری ایک ہی اخبار سے نہیں ہوسکتی۔ ہاں اب موجودہ عملی تجویز نے ایک اور حقیقت کو بھی کھولدیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس وقت جبکہ اخبارات کے بند کردینے کی تجویز تھی یہ کہا جاتا تھا کہ انجمن کے ماتحت ایک اخبار ہو جو انجمن کا ہو کیونکہ قومی پرچہ بدوں اس کے نہیں کہلا سکتا۔ لیکن اب عملی تجربہ نے بتا دیا ہے **آزاد اخبار نویسی** کسی انجمن کے پرچہ کے ذریعہ نہیں ہوسکتی۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی اخبار انجمن کی ملکیت ہو تب بھی وہ **قومی پرچہ** ہی کہلائے گا۔ بشرطیکہ قوم کے حقوق کی حفاظت کرے۔ قوم کو **صراط مستقیم** کی راہ نمائی کرے اگر یہ صفات اس میں نہیں تو وہ انجمن کا ہو یا کسی کا ایسا پرچہ قومی نہیں کہلا سکتا۔ قومی پرچہ وہی ہوگا جو قوم کو مفید اور بابرکت باتوں کی طرف رہنمائی کرے۔ مضرات سے آگاہ کرے۔ غرض جدید اخبارات کی تجویز نے خدا کے فضل سے الحکم کی ظاہر کردہ رائے کی توثیق ثابت کردی ہے۔ والحمد للہ۔

حقیقت میں کوئی اخبار جب تک آزادی کیساتھ معاملات پر رائے زنی نہیں کرتا وہ مفید نہیں ہوسکتا۔ ہاں اسکی آزادی ایک قوت کے ماتحت ہونی ضروری ہے اور اس کے متعلق الحکم کے فائل شہادت دیتے ہیں۔ کہ **میرا ایمان اور مذہب یہی ہے کہ وہ طاقت امام کی ہی ہو کیونکہ الامام جنۃ۔**

غرض اخبارات میں دو جدید اخبارات **فضل** اور پیغام صلح کے اعلانات کا اضافہ ہوا ہے۔

پیغام صلح کا اعلان ابھی میرے پاس نہیں پہنچا اور میں سنتا ہوں ابھی شائع نہیں ہوا۔ لیکن **فضل** کا پراسپیکٹس حضرت اولوالعزم صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے شائع کردیا ہے۔ جن مقدس ہاتھوں میں **فضل** کا چارج ہے اللہ تعالےٰ نے خود اس کے نام میں **بشارت** اور **فضل** اور **رحم** کے مواد کو جمع کردیا ہے۔

میں قوم کے لئے اس کو برکت اور فضل ہی سمجھتا ہوں نہیں بلکہ یقین کرتا ہوں۔ بڑی دعاؤں اور زاریوں کے بعد جو پرچہ نکلتا ہے لاریب وہ قوم کی سچی رہنمائی کا حق ادا کرے گا۔

ایک مرتبہ حضرت مولوی عبد الکریم مخدوم رحمۃ اللہ علیہ مرحوم

نے لکھا تھا۔ کہ اگر ان کا کوئی اخبار نکلتا ہوتا۔ اور پھر الحکم ایڈیٹر الحکم کے قلم سے ایڈٹ ہوتا **تو وہ اپنے اخبار کو الحکم کے مقابلہ میں بند کر دیتے یہ اُن کی قدر دانی تھی اور انکی مدح میں** جوش شکر گذاری کا صحیح مادہ تھا اس کا نتیجہ تھا۔

افسوس ہے حضرت صاحبزادہ صاحب کے اخبار کے اجرا کے وقت باوجود دلی محبت اور حقیقی جوش کے کہ اُنکے اخبار پر الحکم کو نثار کر دوں۔ میں اپنے آقا و مولےٰ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر اخبار کے بند نہ کرنے کی بیعت کے اقرار کی وجہ سے ان کلمات کو دوہرانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور اپنا فرض سمجھتا ہوں اور خدا سے توفیق چاہتا ہوں کہ مجھے اس عہد کے نباہنے کی اپنی زندگی میں توفیق ملے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا مجھ سے یہ عہد لینا یقیناً میری بھلائی کا سچا ذریعہ ہے اور میں اس کو بھی ان کی ذرہ نوازی سمجھتا ہوں۔ ورنہ میں کیا اور میرا اخبار کیا؟ ہاں:-

جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ہاں تو حضرت صاحبزادہ صاحب کا اخبار کے کام کو اپنے ہاتھ میں لینا قوم اور ملک کی خوش نصیبی اور بھلائی کا ذریعہ ہے۔ میں بڑے زور کے ساتھ کہوں گا۔ کہ ہر شخص جو پڑھ سکتا ہے وہ ان اخبارات کو خریدے۔ اور اخبارات کی مجموعی طاقت اُسی وقت مفید ہو گی جبکہ ان سب کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہو۔ یہ اصول غلط ہے کہ انسان ایک نکتہ کو بند کر کے سمجھے کہ دوسری میں دوہری قوت آ جائیگی۔ دونوں کی سلامتی ہی بابرکت ہے۔ پس ان جدید اخبارات کا خیر مقدم کرو۔ اور سچے جوش سے ان کی اعانت کے لئے کھڑے ہو جاؤ کہ تمہاری بہتری کا سامان ان میں ملیگا۔ مجھے حضرت اولو العزم صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے جو ارادت اور عقیدت ہے مجھے ضرورت نہیں کہ اس کا اظہار کروں۔ میں ان کے وجود کو آیۃ من آیات اللہ یقین کرتا ہوں۔ صحیح یہ ہے کہ ... ہے۔ باایں مجھے انکی وسعت حوصلہ اور شکور فطرۃ پر یہ کامل اطمینان ہے اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہر سچی بات کیلئے شرح صدر سے تیار رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوالات میں اگر کوئی خادم کسی موقعہ پر عملی اصلاح پیش کرتا تو بڑی خوشی اور شکر گذاری سے اس کو قبول کرتے اور یہی ان کی صداقت کا ایک ثبوت تھا۔ وہی فطرت اس نوجوان مگر زہد و اتقا میں بوڑھے اولو العزم کی ہے۔ اسی وثوق پر میں یہ عرض کرنیکی جرأت کرتا ہوں کہ ملک کے پراسپیکٹس میں اخبار کی ضرورت بیان کرتے ہوئے یہ فقرہ فراموش کر گیا ہے۔ **چونکہ ہمارا کوئی ایسا اخبار نہیں کہ جو سیاست کی اہم مسائل پر اس نقطہ خیال سے روشنی ڈالے کہ جو حضرت صاحب نے قایم کیا ہے**"

عملی بصیرت اور یقین کیساتھ جانتا ہوں کہ اس سے آپکی غرض کسی اخبار کی خدمات کا عدم اظہار نہیں لیکن چونکہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اس لئے یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ہمارے سلسلے کے اخبارات نے حتی المقدور اور الحکم نے بالخصوص ۱۶ سال کے اندر اس خدمت کو ادا کیا ہے اور گورنمنٹ کے ذمہ وار آفیسر دوسرے مسلمان اور غیر احمدی خوب جانتے ہیں کہ خطرناک آزمائش کے موقعوں پر بھی الحکم نے احمدی قوم کو سیاسی پیچیدگیوں میں اس **صراط مستقیم** کو دکھایا ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا تھا میں امید کرتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے اخبار میں انشاء اللہ اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش فرمائیں گے میں اگر یہ محسوس نہ کرتا کہ اس سے ایک غلط فہمی کا اندیشہ ہے تو میں اس ناگوار فرض کو ادا نہ کرتا اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ حق **اور صدق** کے اظہار کو میں ارادت اور عقیدہ کی نذر نہ کروں۔

ہماری قوم نے ہمارے اخبارات نے اور پھر **الحکم** نے ہمیشہ اپنا منصب ان حالات میں وہی رکھا ہے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا الحکم نے اپنوں کی ملامت اور غیروں کی شماتت کی۔ ایسے موقعوں پر کبھی پرواہ نہ کی۔ اس لئے یہ فقرہ **محتاج اصلاح** ہے باایں کہ ایسا اخبار اور اخبارات پہلے سے موجود ہیں میں یہ تسلیم کرتا ہوں اور قوم کو آگاہ کرتا ہوں کہ اس پالیسی کو حضرت صاحبزادہ صاحب جس شان سے سمجھتے ہیں اور اخبار **الفضل** کے ذریعہ جس پردہ رہنمائی کریں گے لاریب اس کی **نظیر نہیں** ملسکتی۔ الحکم سچے دل سے اس کا اعتراف کرتا ہے۔ ناظرین الحکم کو معلوم ہو جائیگا کہ اس موقعہ پر بھی الحکم نے ایک امر حق کی کہنے میں مضایقہ نہیں کیا اور یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ اس نے مجھے ایسا قوی دل عطا فرمایا۔

اخبارات کی زندگی پر آیندہ نمبر میں انشاء اللہ مفصل بحث ہوگی اور ملکی موجودہ حالت پر ریویو ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹوریل نوٹس

لاہور میں بم کا منحوس قدم

۱۷-اور ۱۸- مئی کی درمیانی شب کو ۹ بجے کے قریب لاہور کے لارنس گارڈن کے دروازہ کے قریب ایک بم چھوٹا جسنے لاہور ہی نہیں پنجاب بھر کے سنجیدہ اور شریف لوگوں میں ہلکہ مچا دیا ہے یہ بم وہاں کس طرح پڑ گیا! اور کس نے لایا تھا؟ ابھی تک ایک معمہ ہے۔ مگر اس کے حادثہ سے ایک چپراسی رام پدارتھ نام ہلاک ہوا ہے۔ لاہور میں اس کے متعلق تحقیقات اور تفتیش کا سلسلہ پوری سرگرمی کے ساتھ جاری ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے پانچ ہزار روپے کا اعلان سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کی طرف سے مشتہر ہوا ہے۔ اس واقعہ پر افسوس اور رنج کے جذبات کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے بعض لوگ مختلف قسم کے سوال کر کے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ بم بازی کسی پنجابی متنفس کا کام نہیں بلکہ بنگالی کا کام ہے۔ میں اس قسم کے رکیک اور لا یعنی عذرات کی کوئی وقعت نہیں سمجھتا بلکہ ایسی کوششیں شوریدہ سر لوگوں کو دلیر کرنے کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور روحانی شیطنت کے کاموں پر پردہ پڑتا ہوا دیکھ کر بیباک ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں ہے کہ

کہ یہ کون لا یا وہ بنگالی ہو یا پنجابی ہمارا فرض اس وقت یہ ہونا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کی گرفتاری کے لئے مناسب کوشش کریں۔ تھوڑی دیر کیلئے فرض کرو کہ بم باز بنگالی ہے کیا وہ لاہور میں اسی وقت پہونچا اسی وقت چلا گیا؟ ہرگز نہیں۔ ضرور ہے کہ وہ ایک خاص عرصہ تک وہاں موجود ہو اور کوئی نہ کوئی اس کا رازدار ہو! اس کا پتہ نہیں ملتا۔ اور اگر پنجابی ہے تو بھی حالت ایسی ہی ہے۔ اس لئے اس وقت ادہر اُدہر کی لغو بحثوں میں ہرگز وقت ضایع کرنا ایک فضول امر ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ متحدہ کوشش سے اس تحریک کو مٹا دیا جاوے۔ جبکہ ہمارے اہل ملک اس قسم لغو سوالات میں وقت ضایع کر رہے ہیں گورنمنٹ کے ذمہ وار عہدہ داران نے تفتیش کے لئے ان بدنام شخصوں کی طرف تلاشیوں کے سلسلے کو شروع کرنے میں جلدی کی ہے جو سازش کے مقدمات میں پچھلے دنوں پکڑے گئے تھے اور ایسا ہی انعام مقرر کرنے میں جلد بازی سے کام لیا گیا۔ ایک لاکھ کے انعام نے تو کوئی معتد بہ نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ اب پانچ ہزار کا نتیجہ کیا ہو گا؟ یہ تحریک اس قسم کے انعامات سے کچھ بھی دبائی نہیں جا سکتی اس لئے ضرورت ہے۔ باقاعدہ کام کرنیوالی سوسائٹی کی۔ اس لئے مختلف فرقوں کے سمجھدار لوگ **ایک زبردست مجلس استیصال انارکی کے لئے قایم کریں**۔ اور اس کی شاخیں ملک کے تمام حصوں بلکہ یہانتک کہ دیہات میں بھی پھیلا دیں جب تک اس طرح پر ایک آرگنزیشن کے ماتحت کام نہیں ہو گا۔ اس تحریک کو کوئی نقصان پہونچتا نظر نہیں آتا۔ ہاں واقعات اور تجربہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس انارکی تحریک میں نوجوان غلطی سے شامل ہوتے ہیں! اسلئے آیندہ نسلوں اور نوجوانوں کو ان شورش افزا تحریکوں سے الگ رکھنے کا کوئی انتظام کرنا چاہئے۔ ایڈیٹر الحکم اس سلسلہ میں عملی تجاویز کا ایک پروگرام پیش کرنے کو طیار ہے اگر ملک کے اہل اثر اور معزز لوگ اس تجویز کو خیر مقدم کریں اسی مقصد کیلئے وہ عنقریب ایک سرکلر لیٹر شایع کریگا وباللہ التوفیق۔

ہاں انارکزم کے شیدائیوں کو بیشک یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ یہ سچی بات ہے اس وقت خدا تعالیٰ کی آواز بم سازی اور بم اندازی کے متعلق یہی ہے کہ یہ ملک کی نجات کا ذریعہ نہیں آجتک اس بم نے تمہارے ہی ملک کے افراد کی جانیں لی ہیں پس اگر تم سمجھتے ہو کہ ملک کی کوئی خدمت کرنی ضروری ہے۔

"تو چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں؟"

ملک کی سچی خدمت اعلیٰ درجہ کی **اخلاقی خوبیوں کے پیدا کرنے سے** ہو سکتی ہے اور ملک کی ترقی کا مدار امن پر ہے **دولت** اور حکومت کچھ چیز نہیں اور یہ دلفریب چیزیں انسان کو سچی خوشی اور اطمینان عطا نہیں کر سکتی ہیں اگر انسان کے اندر ایک مطمئن دل نہ ہو جس طرح ایک **صندوق** سونے کے ٹکڑوں کو اپنے اندر رکھ کر کوئی خوشی حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح اگر ہماری اخلاقی حیثیتیں کمزور اور بے اثر ہیں تو ساری نعمتیں فضول ہیں پس وہ لوگ جو ملک میں امن اقبال اور ترقی کے خواہشمند ہیں وہ اپنی اخلاقی قوتوں کو نشو و نما دیں۔ اور ایسے لوگوں سے ملک کے دامن کو داغدار نہ ہونے دیں۔

نے لکھا تھا۔ کہ اگر ان کا کوئی اخبار نکلتا ہوتا۔ اور پھر الحکم ایڈیٹر الحکم کے قلم سے ایڈٹ ہوتا **تو وہ اپنے اخبار کو الحکم کے مقابلہ میں بند کر دیتے** یہ ان کی قدر دانی تھی اور ان کی **طرح** میں جوش گذاری کا صحیح مادہ تھا اس کا نتیجہ تھا۔

افسوس ہے حضرت صاحبزادہ صاحب کے اخبار کے اجرا کے وقت باوجود دلی محبت اور حقیقی جوش کے کہ اپنے اخبار الحکم کو نثار کر دوں میں اپنے آقا و مولےٰ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر اخبار کے بند نہ کرنے کی بیعت کے اقرار کی وجہ سے ان کلمات کو دوہرانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور اپنا فرض سمجھتا ہوں اور خدا سے توفیق چاہتا ہوں کہ مجھے اس عہد کے نباہنے کی اپنی زندگی میں توفیق ملے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا مجھ سے یہ عہد لینا محض میری بھلائی کا سچا ذریعہ ہے اور میں اس کو بھی ان کی ذرہ نوازی سمجھتا ہوں۔ ورنہ میں کیا اور میرا اخبار کیا؟ ہاں:۔

جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ہاں تو حضرت سید صاحبزادہ صاحب کا اخبار کے کام کو اپنے ہاتھ میں لینا قوم اور ملک کی خوش نصیبی اور بھلائی کا ذریعہ ہے۔ میں بڑے زور کے ساتھ کہوں گا۔ کہ ہر شخص جو پڑھ سکتا ہے وہ ان اخبارات کو خریدے۔ اور اخبارات کی مجموعی طاقت اسی وقت مفید ہوگی جبکہ ان سب کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہو۔ یہ اصول غلط ہے کہ انسان ایک نکتہ کو پیش کر سمجھے کہ دوسری میں دوہری قوت آجائیگی۔ دونوں کی سلامتی ہی بابرکت ہے۔ پس ان جدید اخبارات کا خیر مقدم کرو۔ اور سچے جوش سے ان کی اعانت کے لئے کھڑے ہو جاؤ کہ تمہاری بہتری کا سامان ان میں ملیگا۔ مجھے حضرت اولوالعزم صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے جو ارادت اور عقیدت ہے مجھے ضرورت نہیں کہ اس کا اظہار کروں۔ میں ان کے وجود کو آیۃ من آیات اللہ یقین کرتا ہوں یہ محض خدا کا فضل ہے۔ باایں مجھے انکی وسعت حوصلہ اور شکور فطرۃ پر یہ کامل اطمینان ہے اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہر سچی بات کیلئے شرح صدر سے تیار رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح میں اگر کوئی خادم کسی موقعہ پر عملاً اصلاح پیش کرتا تو بڑی خوشی اور شکر گذاری سے اس کو قبول کرتے اور یہی ان کی صداقت کا ایک ثبوت تھا۔ یہی فطرت اس نوجوان مگر زہد و اتقا میں بوڑھے اولوالعزم کی ہے۔ اسی وثوق پر میں یہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ الفضل کے پراسپیکٹس میں اخبار کی ضرورت بیان کرتے ہوئے یہ فقرہ تراوش کر گیا ہے۔ **چونکہ ہمارا کوئی ایسا اخبار نہیں کہ جو سیاست کے اہم مسائل پر اس نقطہ خیال سے روشنی ڈالے کہ جو حضرت صاحب نے قائم کیا ہے**

عملی بصیرت اور یقین کیساتھ جانتا ہوں کہ اس سے آپکی غرض کسی اخبار کی خدمات کا عدم اظہار نہیں لیکن چونکہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اس لئے میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ہمارے سلسلے کے اخبارات خصوصاً الحق القادیان اور الحکم نے خصوصیت سے ۱۶ سال کے اندر اس خدمت کو ادا کیا ہے اور گورنمنٹ کے ذمہ دار آفیسر نیز دوسرے مسلمان اور احمدی خوب جانتے ہیں کہ خطرناک آزمایش کے موقعوں پر بھی الحکم نے احمدی قوم کو سیاسی پیچیدگیوں میں اس **صراط مستقیم** کو دکھایا ہے جسپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا تھا میں امید کرتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے انشاءاللہ اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش فرمائیں گے میں اگر یہ محسوس نہ کرتا کہ اس سے ایک غلط فہمی کا اندیشہ ہے تو میں اس ناگوار فرض کو ادا نہ کرتا اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ حق **اور حق** الوقت کے اظہار کو میں ارادت اور عقیدہ کی نذر نہ کروں۔

ہماری قوم نے ہمارے اخبارات سے اور پھر الحکم نے ہمیشہ اپنا منصب ان حالات میں وہی رکھا ہے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا الحکم نے اپنوں کی ملامت اور غیروں کی شماتت کی۔ ایسے موقعوں پر کبھی پرواہ نہ کی۔ اس لئے یہ فقرہ محتاج اصلاح ہے باایں کہ ایسا اخبار نو یا اخبارات پہلے سے موجود ہیں میں یہ تسلیم کرتا ہوں اور قوم کو آگاہ کرتا ہوں کہ اس پولٹیکس کو حضرت صاحبزادہ صاحب جس شان سے سمجھتے ہیں اور اخبار الفضل کے ذریعہ جس پر وہ رہنمائی کرینگے لاریب اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ الحکم سچے دل سے اس کا اعتراف کرتا ہے۔ ناظرین الحکم کو معلوم ہو جائیگا کہ اس موقعہ پر بھی الحکم نے ایک امر حق کی کہنے میں مضایقہ نہیں کیا اور یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ اس نے مجھے ایسا قوی دل عطا فرمایا۔

اخبارات کی زندگی پر آیندہ نمبر میں انشاءاللہ مفصل بحث کی جاویگی موجودہ حالت پر ریویو ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹوریل نوٹس

لاہور میں بم کا منحوس قدم

۱۷-اور ۱۸- مئی کی درمیانی شب کو ۹ بجے کے قریب لاہور کے لارنس گارڈن کے دروازہ کے قریب ایک بم چھٹا جسنے لاہور ہی نہیں پنجاب بھر کے سنجیدہ اور شریف لوگوں میں ہلچل مچا دیا ہے یہ بم وہاں کس طرح پر آیا؟ اور کس کیلئے آیا تھا؟ ابھی تک ایک معمہ ہے۔ مگر اس کے حادثہ سے ایک چپراسی رام پدارتھ نام ہلاک ہوا ہے۔ لاہور میں اس کے متعلق تحقیقات اور تفتیش کا سلسلہ پوری سرگرمی کے ساتھ جاری ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے پانچہزار روپے کا اعلان سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کی طرف سے مشتہر ہوا ہے۔ اس واقعہ پر افسوس اور رنج کے جذبات کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے بعض لوگ مختلف قسم کے سوال کر کے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ بم بازی کسی پنجابی متنفس کا کام نہیں بلکہ بنگالی کا کام ہے۔ ہم اس قسم کے رکیک اور لایعنی عذرات کی کوئی وقعت نہیں سمجھتے بلکہ ایسی کوششیں شریر سر لوگوں کو دلیر کرنے کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ اپنی شیطنت کے کاموں پر پردہ پڑتا ہوا دیکھ کر بیباک ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں ہونی چاہئے کہ یہ کون لاہادہ بنگالی ہو یا پنجابی ہمارا فرض اس وقت یہ ہونا چاہئیے کہ ایسے لوگوں کی گرفتاری کے لئے مناسب کوشش کریں۔ تھوڑی دیر کیلئے فرض کرو کہ بم باز بنگالی ہے کیا وہ لاہور میں اسی وقت پہونچا اسی وقت چلا گیا؟ ہرگز نہیں۔ ضرور ہے کہ وہ ایک خاص عرصہ تک وہاں موجود ہو اور کوئی نہ کوئی اس کا رازدار ہو۔ اس کا پتہ نہیں ملتا۔ اور اگر پنجابی ہے تو بھی حالت ایسی ہی ہے۔ اس لئے اس وقت ادھر ادھر کی لغو بحثوں میں پڑ کر وقت ضایع کرنا ایک فضول امر ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ متحدہ کوشش سے اس تحریک کو مٹا دیا جاوے۔ جبیر ہمارے اہل ملک اس قسم لغو سوالات میں وقت ضایع کر رہے ہیں گورنمنٹ کے ذمہ وار عہدہ داران نے تفتیش کے لئے ان بدنام شخصوں کی طرف تلاشیوں کے سلسلے کو شروع کرنے میں جلدی کی ہے جو سڈیشن کے مقدمات میں پچھلے دنوں پکڑے گئے تھے اور ایسا ہی انعام مقرر کرنے میں جلد بازی سے کام لیا گیا۔ ایک لاکھ کے انعام نے تو کوئی معتد بہ نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ اب پانچہزار کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ تحریک اس قسم کے انعامات سے کچھ بھی دبائی نہیں جا سکتی اس لئے ضرورت ہے۔ باقاعدہ کام کرنے والی سوسائیٹی کی۔ اس لئے تمہ ملعنے ذوق کے سمجھدار لوگ **ایک زبردست مجلس استیصال انارکی کے لئے قایم کریں**۔ اور اس کی شاخیں ملک کے تمام حصوں میں یہانتک کہ دیہات میں بھی پھیلا دیں جب تک ایسی طرح پر ایک آرگنیزیشن کے ماتحت کام نہیں ہوگا۔ اس تحریک کو کوئی نقصان پہونچتا نظر نہیں آتا۔ ہاں واقعات اور تجربہ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ اس انارکی تحریک میں نوجوان غلطی سے شامل ہوتے ہیں اسلئے آیندہ نسلوں اور نوجوانوں کو ان شورش افزا تحریکوں سے الگ رکھنے کا کوئی انتظام کرنا چاہئیے۔ ایڈیٹر الحکم اس سلسلہ میں عملی تجاویز کا ایک پروگرام پیش کرنے کو طیار ہے اگر ملک کے اہل اثر اور معزز لوگ اس تجویز کو خیر مقدم کریں اسی مقصد کیلئے وہ عنقریب ایک سرکلر لیٹر شایع کریگا وباللہ التوفیق۔

ہاں انارکزم کے شیدائیوں کو منیک یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئیے کہ یہ سچی بات ہے اس وقت خدا تعالیٰ کی آواز بم سازی اور بم اندازی کے متعلق یہی ہے کہ یہ ملک کی نجات کا ذریعہ نہیں آجتک اس بم نے تمہارے ہی ملک کے افراد کی جانیں لی ہیں پس اگر تم سمجھتے ہو کہ ملک کی کوئی خدمت کرنی ضروری ہے۔

"تو چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں؟"

ملک کی سچی خدمت اعلیٰ درجہ کی **اخلاقی خوبیوں کے** پیدا کرنے سے ہو سکتی ہے اور ملک کی ترقی کا دار و مدار امن پر ہے **دولت** اور حکومت کچھ چیز نہیں اور یہ دلفریب چیزیں انسان کو سچی خوشی اور اطمینان عطا نہیں کر سکتیں اگر انسان کے اندر ایک مطمئن دل نہ ہو جس طرح ایک صندوق سونے کے ٹکڑوں کو اپنے اندر رکھ کر کوئی خوشی حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح۔ اگر ہماری اخلاقی حسیتیں کمزور اور بے اثر ہیں تو ساری ہستی فضول ہے پس وہ لوگ جو ملک میں امن اقبال اور ترقی کے خواہشمند ہیں۔ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کو نشوونما دیں۔ اور ایسے لوگوں سے ملک کے دامن کو داغدار نہ ہونے دیں۔

ایڈیٹر اخبار عام کی وفات

پنڈت گوردند سہائے صاحب ایڈیٹر جنرل مینیجر اخبار عام لاہور کی وفات افیون کی زیادہ مقدار کے کہا جانے سے واقع ہوئی۔ **موت** ایک ایسی منزل ہے کہ ہر متنفس کو اس میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ لیکن جو لوگ کسی ایک یا دوسرے پہلو سے ملک اور قوم کے لئے مفید وجود ہوں انکی موت ہمیشہ ایک رنجیدہ واقعہ ہوا کرتی ہے۔ اسی حیثیت سے پنڈت صاحب کی موت نہ صرف انکے خاندان کے لئے بلکہ دیسی پولیس اور اہل ملک کیلئے بھی ایک رنجدہ حادثہ ہے پنڈت صاحب قریبًا چالیس سال تک اپنی قلم کے ذریعہ خاموشی کے ساتھ ابنائے ملک کی خدمت کرتے رہے۔ تہوڑے عرصہ سے انہوں نے اپنے اخبار کی پولیسی میں ایک تبدیلی کر لی تھی اس غرض سے کہ اخبار کی اشاعت میں ترقی ہو۔ مگر میرا خیال ہے کہ اس تبدیلی نے انہیں زیادہ فایدہ نہیں پہنچایا۔ پنڈت گوردند سہائے صاحب کو ایک آرتہوڈکس ہندو ہونے کیوجہ سے ہمارے سید و مولی امام حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گونہ ارادت تہی۔ اور حضرت مسیح موعود ہمیشہ اخبار عام کو پسند فرماتے۔ اور اس کے زندگی بہر خریدار رہے۔ ایڈیٹر صاحب آنجہانی نے اپنی زندگی بہر اس طریق کو نباہا کہ انہوں نے سلسلہ کے خلاف کسی مضمون کو شایع کرنا کبہی پسند نہ کیا۔ بہرحال وہ ایک قابل اور معاملہ فہم اخبار نویس تہے۔ ان کی موت پر ہمیں قدرتی افسوس ہے۔ اخبار عام کے وسیع کنبہ سے میں اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔

۲۶ مئی گذر گئی

۲۶ مئی کا دن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک انقلابی دن ہے۔ کیونکہ اسی تاریخ اللہ تعالیٰ کے محبوب مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمقام لاہور وفات پائی۔ ایک ایسے شخص کی وفات جسکی بعثت ایک عظیم الشان واقعہ تہی معمولی موت نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ یہ پانچواں سال گذرا جاتا ہے اور کسی جگہ بہی اس تاریخ پر کوئی جلسہ نہیں ہوتا۔ یہ نتیجہ ہے اس پاک تعلیم کا جو اس سلسلہ کا بانی لیکر آیا تہا آج معمولی آدمیوں کی برسی منائی جاتی ہے اور برسیوں کے اس دور میں صدیوں کے مردوں کی برسیاں زندہ ہو گئی ہیں۔ مگر مسیح موعود کی برسی اسلئے نہیں منائی جاتی کہ مبادا اس سے کسی بدعت کی بنیاد پڑے۔ مرحبا اے مسیح موعود کے جانشین تیری اس ذات نے قوم میں ایک روح پیدا کر دی کہ وہ کسی ایسے کام کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتی جو بالآخر ایک برا نتیجہ پیدا کر سکے احمدی قوم کو اس مبارک اثر سے اپنے اندر ایک خاص تبدیلی کا [illegible] ہے کہ وہ اپنے کاموں میں نمایش اور نمود کے ذلیل خیالات کو آنے نہ دے بلکہ اس کے مدنظر ہمیشہ اخلاص اور صواب ہو۔ اگرچہ [illegible] خاموشی سے گذر گئی اور کسی کو کانوں کان معلوم نہیں ہوا کہ یہ سلسلہ کی تاریخ میں انقلابی دن ہے۔ لیکن کیا اس خاموشی نے سلسلہ کی زندگی میں کوئی تساہل پیدا کیا ہو ہرگز نہیں۔ سلسلہ میں [illegible] وہی روح۔

اسی طرح کام کر رہی ہے۔

شاباش خواجہ

مغربی ممالک میں تبلیغ کے سلسلہ میں میں نے اپنے صحیح خیالات کو دیانت و صداقت کیساتھ الحکم کے ذریعہ شایع کر دیا اور میں نے ایک لحظ کے لئے بہی قوم کے کسی فرد کو اس امر کی تحریک نہیں کی کہ وہ ایسی رسالہ کیلئے چندہ نہ دیا جاوے یہ ایک اتہام تہا جو مجھ پر لگایا گیا مجھے اس کا افسوس نہیں۔ جو شخص بہی پبلک مین کی حیثیت سے کوئی کام کرتا ہے ضروری ہے کہ اگر وہ کسی سے تعریف سنے۔ تو دوسروں سے ملامت کی دوٹ حاصل کرے مگر اسکا کام مدح و ذم سے بالا ہونا چاہیئے۔ یہی میری پوزیشن ہے۔ اگر محض تعریف حاصل کرنا مقصود ہو تو یہ آسانی سے ہو سکتی ہے مگر

"چہ افتاد ایں سر مارا کہ میخواہد ملامت را"

ہاں میں نے یہ ظاہر کیا کہ ہمارا رسالہ سیاسی دخل و تصرف سے الگ ہو اور یہی میری خواہش تہی کہ وہ ریویو آف ریلیجنز ہی کا ہندی ایڈیشن ہو۔ میرے ان خیالات پر دوسروں نے جو کہا وہ اس لئے آپ ذمہ وار ہیں۔ مگر میرے مکرم بہائی خواجہ صاحب نے اپنے رسالہ کی کایا پلٹ دی ہے جس پر سب سے پہلے خوشی کا اظہار کرنا میرا کام ہے۔ ۲۵ اپریل کے پیسہ اخبار میں بہی انہوں نے پولٹیکس سے علیحدگی کا اظہار کیا ہے اور اب جو رسالہ آیا ہے اس نے عملی صورت میں کہا دیا ہے وہ ایک مذہبی اور خالص مذہبی رسالہ ہو رہا ہے۔

انہوں نے اپنے رسالہ کے دو حصّے کر دیئے ہیں۔ اسلامک ریویو اور مسلم انڈیا۔ اسلامک ریویو خالص مذہبی حصّہ ہے اور مسلم انڈیا میں بہی سیاسی مضامین کا بہت کم حصّہ ہے اس تبدیلی پر میں خواجہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اپنی تحریروں کے اسی عملی نتیجے پر ان تمام بدگمانیوں اور ملامتوں کو خوشی سے قربان کرتا ہوں۔ جو میری ان تحریروں پر بعض حلقوں میں کی گئیں۔ کیونکہ آخر واقعات نے بتا دیا کہ الحکم کی رائے عملدرآمد کے قابل تہی۔

مسئلہ حج اور گورنمنٹ

گورنمنٹ کو ہر سال مسئلہ حج کے متعلق بعض تجاویز پاس کرنی پڑتی ہیں۔ اور مسلمان اہل الرائے ان تجاویز کے روشن اور تاریک پہلوؤں پر بحث کرنیکا ایک پسند مشغلہ حاصل کر لیتے ہیں۔ گورنمنٹ تو نادار حاجیوں کی وجہ سے جو تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ ہم لوگ جو محض اپنے خیال کی دنیا میں احکام صادر کرتے ہیں اس کا اندازہ نہیں کر سکتے اور بعض اوقات گورنمنٹ کی مفید تجاویز کو کسی ایک یا دوسرے پہلو سے کمزور ثابت کر کے اس کے فایدہ سے محروم رہجاتے ہیں۔ میری دانست میں جیسا کہ اس سے پہلے بہی الحکم میں لکہا گیا ہے کہ علماء اور وہ مذہبی بزرگ جو قوم کے کسی حلقہ پر اپنا اثر اور رسوخ رکہتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو حج کی حقیقت اور اس کے لئے ضروری شرائط سے آگاہ کر کے ان کے ذہن نشین کر دیں تو اس قسم کی دقتوں سے فورًا نجات ہو سکتی ہے اور وقت صرف یہ ہے کہ لوگ [illegible] کی شرائط کا لحاظ نہیں کرتے اور محض ایک خیال کی بنا پر چل دیتے ہیں۔ انہیں سمجہانا چاہیئے کہ عبادت وہی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت اور اسوۂ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو۔ ورنہ نرا ایک تکلف اور ریاکاری ہے اگر اہل الرائے مذہبی بزرگ مسلمانوں میں خلوص اور صواب سے کام کرنے کی روح پیدا کر دیں تو گورنمنٹ کو اس قسم کے مسایل میں سہولتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور اگر ہم عوام کو آگاہ نہیں کرتے اور پہر گورنمنٹ جو تدابیر کرے۔ ان میں چون چرا کرتے ہیں تو یہ ایک بیہودگی ہوگی۔

صدر انجمن احمدیہ توجہ کرے

اسلامیہ سکولوں کے مدرسین کی ایک کانفرنس ہر سال ہوا کرتی ہے اور امسال اسکا اجلاس انبالہ میں قرار پایا ہے۔ بشرطیکہ مولوی بشیر الدین صاحب مینیجر اسلامیہ سکول اٹاوہ اس کو مدعو کریں۔ میری رائے میں اگر ہماری صدر انجمن اس سال کانفرنس کو قادیان میں منعقد کرے تو یہ ایک نہایت مفید امر ہوگا انشاء اللہ اس سے جو عظیم الشان فایدہ میں سمجہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس طرح ان لوگوں کو جو کسی طرح قادیان آنیکا کوئی موقعہ نہیں پاسکتے۔ قادیان آنیکی توفیق ملیگی اور حضرت خلیفۃ المسیح کے پاک ارشادات کے ذریعہ کیا عجب کہ وہ اس مقدس پیغام کو سن سکیں جو چودہویں صدی کا برگزیدہ مامور دنیا میں لیکر آیا۔ اس [illegible] کانفرنس کو بذریعہ تار اگر مدعو کیا جاوے تو شاید بے جا نہ ہو۔ یہ ممکن ہے کہ کسی اگلے سال کے لئے کانفرنس مدعو ہو سکے۔ مگر ان ایام کو غنیمت سمجہنا چاہیئے۔ زندگی کا کسی کو کیا [illegible]

اس طبقہ کو حضرت مسیح موعود کا پیغام ان لبوں کے ذریعہ پہنچانا بڑا بابرکت ہوگا۔ جن کو خدا تعالیٰ نے سلسلہ کے بانی کے بعد سلسلہ کا امیر قرار دیا ہو۔ جنکی معرفت اور بصیرت سب سے بڑہی ہوئی ہے۔ اگر اشاعت و تبلیغ سلسلہ کا شوق ہمارے احباب کی مساعدت کرے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ **ٹیچرز کانفرنس علیگڈہ کو اسی جولائی میں یہاں مدعو نہ کیا جاوے۔**

ایک نیک تحریک

علیگڈہ کالج کے اولڈ بوائز کی انجمن بعض نہایت قیمتی اور قابل قدر و واجب تقلید کام کر رہی ہے حال میں انجمن کے اونریری سکرٹری مسٹر شوکت علی صاحب نے انجمن مذکور کے جدید صیغہ پراویڈنٹ فنڈ کا اعلان کیا ہے۔ جسکے ذریعہ سے اولڈ بوائز کے نادار بچوں کی تعلیم و تربیت اور سرپرستی کا کام کیا جائیگا۔ یہ کام نہایت ہی مفید اور بابرکت ہے۔ اس کے لئے اولڈ بوائز علیگڈہ کی کوششیں بہت مبارک اور قابل تعریف ہیں۔ ہر قومی انسٹیٹیوشن کے پرانے طلبا اپنی تعلیمگاہ کے لئے ایک خاص ہمدردی اور جوش رکہتے ہیں لیکن مدرسہ تعلیم الاسلام کے بچوں کو میں [illegible] ایک سے زیادہ مرتبہ اس طرف توجہ دلائی ہے۔ مگر اس تحریک کو عملی رنگ دینے کی بہت کم کوشش کی جاتی ہے۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام اگر اس کو مفید سمجہتے ہیں اور یہ یقینًا مفید ہو سکتی ہے تو وہ اس کام کو

اپنے ہاتھ میں لیں یا کسی اولڈ بوائے کے سپرد کریں۔ تعلیم الاسلام اولڈ بوائے ایسوسی ایشن۔ جہاں ان طالبعلموں میں محبت اور یگانگت پیدا کرے گی۔ وہاں انہیں قادیان آنے کے لئے خاص طور پر محرک ہوگی۔ اس کے علاوہ وہ مدرسہ کے اعانت وامداد کے ہر بہترین پہلو میں شریک ہوں گے اور ان کی دلچسپی بڑھ جائے گی۔ اور اگر وہ بھی علیگڈہ کی اس تحریک کا اتباع کر کے کوئی پراویڈنٹ فنڈ اپنے سکول کے یتیم بچوں کے لئے قایم کر سکیں گے تو زیادہ مفید کام ہوگا

بہرحال میرا کام تو آگاہ کرنا ہے اگر آج اس کے لئے قدم نہیں اٹھایا جائے گا۔ تو یہ مت سمجھو ایسی مجلس قایم نہ ہوگی۔ مگر ہاں یہ ضرور ہوگا۔ کہ تم اس نیک کام کے بانی ہونے سے محروم ہو جاؤ گے۔ اس لئے خسارہ بہرحال ان بے پرواہ لوگوں کا ہے جو اس ضرورت کو اس وقت محسوس نہیں کرتے

اردو پریس علیگڈہ کی ضمانت

اگرچہ یہ ظاہر بات ہے کہ الحکم اردوے معلی کی بعض راؤں (تحریک مقاطعہ وغیرہ) سے اتفاق نہیں رکھتا۔ لیکن حال میں جو اس قلیل البضاعۃ پریس سے تین ہزار کی ضمانت مانگی گئی ہے یہ کسی صورت میں بھی قابل تحسین امر نہیں ہو سکتا۔ اس قدر سنگین ضمانتوں سے گورنمنٹ کی وہ غرض پوری نہیں ہو سکتی جو زیر نظر ہوتی ہے بلکہ اس سے شوریدہ سر لوگوں کا جوش بڑھتا ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ حسرت موہانی کو پہلے تنبیہ کر دیجاتی۔ اگر وہ اس پر بھی اپنے رویہ کی اصلاح نہ کرتے تو ایکشن لیا جاتا۔ اسقدر سنگین ضمانت کا مانگ لینا بہرحال کوئی خوبی کی بات نہیں یہ امر دیگر ہے کہ وہ ایک قانون کی اتباع ہے۔

ندوہ کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

مسلمانوں کی کسی انجمن کو کسی مجلس ایسی خوش قسمت نظر نہیں آتی۔ کہ اس میں دھڑا بندی نہ ہو۔ ندوۃ العلماء جو بظاہر علماء ربانی کی مجلس ہے۔ اور ان لوگوں کی جماعت ہے جو علم دین کے وارث اور مسلمانوں کے دینی رہنما ہیں۔ ندوہ جن اغراض کو لیکر قایم ہوا تھا۔ اسکی چمک دمک اب بھی دماغ میں حیرت پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن اگر اس کے مقاصد کو سامنے رکھکر یہ سوال کیا جاوے۔ کہ عملی رنگ میں کیا ہوا ہے ؟ تو جواب حیرت انگیز ہوگا۔ ہر سال جن زرق برق تحریکوں سے اس کے کام کو شاندار بنانے نہیں دکھانے کی کوشش کیجاتی رہی ہے وہ ایک نمایاں بات ہے۔ مولوی شبلی صاحب نے کچھ شک نہیں ندوہ کی جماعت میں شامل ہو کر اسے بعض پہلوؤں میں فایدہ پہنچایا ہے لیکن یہ بھی یقین کر لینا چاہئے کہ مولانا شبلی اب بمبئی بیٹھے ہوئے ندوہ کا جنازہ اٹھوا دیں گے۔ پہلے رسالہ الندوہ کی ایڈیٹری سے مولانا نے استعفا دیا۔ پھر ندوہ کی مجلس شوریٰ نے رسالہ کا اجرا ضروری سمجھ کر اس کا اہتمام ایک مولوی عبد الکریم صاحب کے ہاتھ میں دیا۔ مولوی صاحب کا تجربہ نہ تھا

یا کسی شامت اعمال نے انہیں مسئلہ جہاد کے شکنجہ میں کس دیا۔ اور اخبارات میں اب تک اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر بحث ہو کر دوسرا کھیل رہے ہیں۔ یہ بحث ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ اب ندوہ کے مالی انتظام پر نکتہ چینی شروع ہوگئی ہے اور نہایت خطرناک مرحلہ ہے۔ افسوس وہ ندوہ جو مختلف فرقوں میں اتحاد کرنے کا کام لیکر آیا تھا۔ اب آپ ہی نفاق کی مرض میں مبتلا ہو کر دن بدن کمزور ہو رہا ہے خدا ان علماء کی حالت پر رحم فرماوے آمین ؎

نئے اور پرانے لاٹ پنجاب

۲۲ مئی ۱۹۱۳ء کو سر لوئی ڈین بالقابہ نے پانچ سال کی حکومت کے بعد اپنے عہدہ کا چارج آنریبل مسٹر ایم مائیکل اوڈوائر بالقابہ کے حوالہ کیا۔ سر لوئی ڈین اور مسٹر ایم مائیکل اوڈوائر دونوں کی زندگی کا بہت بڑا حصہ پنجاب میں گذرا ہے سر لوئی ڈین کے عہد کے کارنامجات پر اب ریویو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے نازک فرض کو جہانتک ان کے ملکی اور قومی مفاد کے خیال نے انکی رہنمائی کی نیک نیتی اور محنت سے ادا کیا۔ ہمارے نئے لاٹ صاحب کی خدمات کا آغاز پنجاب سے ہوا تھا اور وہ ان کے ہی ہم وطن سول سروس میں مختلف معزز عہدوں پر کام کرتے ہوئے بالآخر آپ سنٹرل انڈیا کی ریاستوں میں ایجنٹ گورنر جنرل کے عہدہ پر مامور ہوئے اور اب وہاں سے لفٹننٹ گورنر ہو کر پنجاب آتے ہیں۔ میں ان کو سلسلہ عالیہ کیطرف سے خیر مقدم کہتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے عہد میں عدل وانصاف کی برکتوں سے ملک کی سچی خدمت ادا کر سکیں۔ الحکم کے ناظرین کی طرف سے آپ کو خیر مقدم کہنا ... میں نے اپنا سچا دلی فرض سمجھا ہے۔ ایسا ہی میں سر لوئی ڈین اور لیڈی ڈین کو صدق دل سے خدا حافظ کہتا ہوں ؎

پیغام صلح کا ایڈیٹر غیر احمدی نہیں ہو سکتا

لاہور کا معزز ہم عصر کشمیری میگزین ظاہر کرتا ہے کہ پیغام صلح کے ایڈیٹوریل سٹاف میں سردار محمد اسلم خانصاحب بلوچ سابق ایڈیٹر المعین بھی شامل ہوئے ہیں۔ اگرچہ پیغام صلح کیطرف سے اب تک اس خبر کی کوئی تردید نہیں ہوئی۔ تاہم میں یقین نہیں کرتا کہ سردار محمد اسلم خانصاحب پیغام صلح کے ایڈیٹوریل سٹاف میں شامل ہو سکیں۔ اس کی یہ وجہ نہیں کہ انہیں کوئی عذر ہوگا بلکہ میں سمجھتا ہوں پیغام صلح کے چلانے والے ایسی غلطی نہیں کر سکتے کہ وہ ایک احمدی اخبار کے لئے غیر احمدی ایڈیٹر مقرر کریں اور پھر غیر احمدی بھی وہ جو اپنی پولیٹیکل فراست ودانش پر المعین کو ضمانت کے گھاٹ اتار چکا ہو۔ پیغام صلح سیاسی مسلک میں وہ روش اختیار نہیں کر سکتا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلیم کردہ اصولوں سے الگ ہو۔ اس لئے سردار محمد اسلم خانصاحب کی خدمات اخبار مذکور کیلئے نہیں لی جا سکتی ہیں۔ پیغام صلح کے ایڈیٹرز احمدی ہوں گے۔ اور ایسے احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور سلسلہ سے بخوبی واقف ہوں۔ امید ہے ایڈیٹر صاحب میگزین اس غلطی کی اصلاح کر دیگا۔ کیونکہ اس غلطی سے حکام کو مغالطہ پیدا ہو سکتا ہے اور احمدی جماعت کو بھی رنج ہو سکتا ہے۔

البشیر اور علامہ شبلی

البشیر مورخہ ۲۷ مئی میں یہ فقرات نہایت غور طلب ہیں "کہ ہماری ایمانداری کے ساتھ یہ رائے ہے کہ اس وقت شبلی ایجیٹیشن کو کچلنا مسلمانوں کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ ہم نے شخصی مباحث میں کبھی حصہ لینا پسند نہیں کیا۔ لیکن اب علامہ شبلی کی کوششیں جو مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ وہ شخصی نہیں ہیں۔ بلکہ ایک بے ضابطہ جماعت قومی ہنگاموں کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے لہذا اس جماعت کے شر سے مسلمان اسی وقت محفوظ رہ سکتے ہیں کہ حریت وآزادی کا مصنوعی جامہ جن لوگوں نے پہن رکھا ہے۔ وہ ان سے اتار لیا جاوے کہ وہ حریت وآزادی کے خود سب سے بڑے دشمن ہیں اور ضرورت ہے کہ ان کی قلعی کھولی جاوے۔

تعلیم میں مسلمانوں کی پستی

جو لوگ خوش اعتقادی سے مسلمانوں کو پرائمری تعلیم سے بہرہ ور بتاتے ہیں۔ ان کی توجہ صوبہ ہذا کی مردم شماری کے اعداد پر منعطف کرائی جاتی ہے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اگرچہ آبادی کے نصف سے بھی زیادہ ہیں۔ مگر پارسی جینیوں میں سب سے زیادہ خواندہ مرد پائے جاتے ہیں۔ ان کے بعد ہندوؤں اور سکھوں کا درجہ ہے یعنے ان میں فی ہزار ۹۵ مرد خواندہ ہیں۔ مگر مسلمانوں میں فی ہزار صرف ۲۷ خواندہ پائے جاتے ہیں۔ اگر دس ہزار باشندوں کا کوئی قصبہ فرض کیا جاوے تو تناسب آبادی کے لحاظ سے ان میں مسلمان تقریباً ۵۱۲ اور ہندو و سکھ ۴۹۰۰ ہوں گے۔ اور تمام اقوام میں تعلیم کا تناسب یکساں ہو۔ تو مسلمان ۲۰۵ اور ہندو و سکھ ۵۵۴ خواندہ ہوں گے۔ لیکن در اصل حسب مردم شماری ۵۵۴ ہندو و سکھوں صرف ۱۳۸ مسلمان خواندہ ہیں۔ اعداد ہذا سے ظاہر ہے کہ مسلمان ابتدائی تعلیم میں بھی کسقدر پست ودرماندہ ہیں۔ بحالیکہ مسلمانوں میں تعلیم نسواں اس سے زیادہ ابتر حالت میں ہے۔ اب باتیں بنانے کا وقت نہیں رہا۔ بلکہ سرگرمی سے تلافی مافات کی کوشش لازم ہے

پنجاب میں تعلیم نسواں

پایونیر رقمطراز ہے کہ پنجاب میں تعلیم نسواں ہنوز نمایاں نہیں اگرچہ اس میں بھی کچھ ترقی ہوئی ہے

مگر وہ قابل ذکر نہیں تیس سال پہلے جہاں ہزار عورتوں صرف ایک لکھی پڑھی ہوتی تھی۔ اب چھ پائی جاتی ہیں لیکن یہ کوئی اعلیٰ شرح نہیں اب چھ میں بھی صرف ایک انگریزی جانتی ہے سکول جانے کی عمر رکھنے والی سو عورتوں میں سے ۱۵ مدرسہ میں پڑھتی ہیں پانچ سے پندرہ سال کے مابین سو میں سے صرف ایک مدرسہ میں جاتی ہے حالانکہ دیہاتی آبادی میں بہ نسبت مردوں کے جنہیں قلبہ رانی سے فرصت نہیں ملتی۔ عورتوں کو نوشت وخواند سے مستفید ہونے کا زیادہ موقعہ حاصل ہے۔ انہیں اس کی ضرورت بھی زیادہ ہے مردوں کو کاروبار زراعت سے ہٹایا نہیں جاسکتا۔ صناعوں کو علمی کتابیں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ صنعتی تربیت ان کے لئے کارآمد ہو سکتی ہے۔ مردم شماری کے اعداد سے واضح طور پر نہیں معلوم ہوتا کہ دیہات پنجاب کی اعلیٰ ذات کی مستورات میں تعلیم کی کیا کیفیت ہے۔ سررشتہ تعلیم اعداد مذکور بسہولیت مرتب کر سکتا ہے۔ اچھے خاندانوں اور اونچی ذات کی عورتیں کھیتوں میں کام نہیں کرتیں اس طرح انکی خانگی محنت ومشقت بھی ہلکی ہوگی۔ لیکن تعلیم کے بغیر وہ کسطرح مستحسن طور پر وقت گذار سکتی ہیں؟ اس طبقہ کی مستورات کی تعلیم کا کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ مردوں کی کمی تعلیم کے نقص کو دور کر سکے۔ لیکن اہل وہ عموماً تعلیم نسوان کے مخالف ہیں۔ ہمارا قانونی سسٹم قرار دیتا ہے کہ عورتیں کوئی قانونی استحقاق نہیں رکھتیں اور نہ عدالت انہیں وارث قرار دیتی ہے +

سلسلہ عالیہ کی خبریں اور نوٹ

صدر انجمن کا نیا سکرٹری

جناب مولوی محمد علی صاحب کے بیمار پڑ کر تشریف لیجانے کی وجہ سے سکرٹری کا کام جناب مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے سپرد کیا گیا ہے۔ مولوی شیر علی صاحب للّٰہی قربانی کی ایک زندہ مثال ہیں اور اپنی آپ نظیر۔ باوجودیکہ صیغہ اشاعت اسلام کی آنریری ریویو کی ایڈیٹری کا بار گراں آپ کے کندھوں پر ہے لیکن آپ نے اس قومی خدمت کیلئے بھی اپنے دبے ہوئے کندھوں کو آگے کر دیا ہے۔

میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ اس منصب کے پورے اہل ہیں اور ہر طرح اس کو نباہیں گے وقت آگیا ہے کہ سکرٹری کا عہدہ مختلف احباب میں تبدیل ہوتا رہیگا۔ تاکہ مختلف افراد کو قومی کاموں میں دلچسپی لینے کے لئے موقعہ ملے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے سپرد چونکہ صدر انجمن کا کوئی صیغہ نہیں اسلئے وہ کسی وقت عہدہ سکرٹری کے فرائض کے لئے طیار ہوں تو انجمن اور قوم کی خوش نصیبی ہوگی۔

بہر حال مولوی شیر علی صاحب اس کام کے اہل ہیں اس ذمہ داری کا عہدہ کا چارج ایسے وقت میں ملا ہے جبکہ خزانہ انجمن تعمیر کی وجہ سے تمام کا خزانہ ہو رہا ہے۔ اور اس طرح سخت مشکلات کی حالت میں یہ بوجھ انہوں نے اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

حضرت ناصر پھر محکمہ تعمیر میں

ایک زمانہ تھا کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب مقبرہ بہشتی کے باغیچہ کے انتظام سے الگ ہونے پر مجبور تھے۔ مگر آج کئی سال کے بعد کمیٹی ضرورت محسوس کرتی ہے کہ انہیں پھر محکمہ تعمیر کی نظارت ونگرانی کا کام سپرد کرے۔ حضرت قبلہ میر صاحب اس کے ہر طرح سے اہل ہیں اور اس فن سے واقف مجھے تو ہمیشہ تعجب ہوتا تھا کہ کیوں اس محکمہ تعمیر کا کام ان ماہروں اور واقفکاروں کی کمیٹی کے سپرد نہیں ہوتا۔ جو اس فن میں دسترس رکھتے اور سرکاری کاموں پر مامور ہیں۔ وقتاً فوقتاً یہ لوگ مشورہ کے لئے قادیان میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اب بھی ضرورت ہے کہ محکمہ تعمیر کی ایک کمیٹی ایسے لوگوں کی ہو۔ غالباً قبلہ میر ناصر نواب صاحب اس کی طرف توجہ کریں گے اور مستقل طور پر ارباب فن کی ایک کمیٹی تعمیر قایم ہو جائے گی۔

ہمارے جلسے اور واعظین

گھسوال ضلع گورداسپور اور محلانوالہ ضلع امرتسر میں ۴ و ۵ جون ۱۹۱۳ء و لور ۷ و ۸ جون کو علی التواتر جلسے ہوں گے۔ یہ سالانہ جلسے کہے جاتے ہیں سالانہ جلسوں کے متعلق الحکم اپنی رائے پہلے ظاہر کرچکا ہے اور ضرورت ہے کہ وہ اس پر لکھے ہمارے مکرم بھائی ایڈیٹر صاحب نور حیدر آباد سندھ میں وہاں کے مسلمانوں کی طلبی پر صداقت اسلام پر لیکچر دینے گئے ہیں اور معلوم ہوا کہ انہوں نے کامیابی سے اپنے فرض کو ادا کیا ہے۔ جو نہایت خوشی کی بات ہے کہ شیخ صاحب کے حصے میں وہ علاقے آئے ہیں۔ جہاں ہمارے واعظ پہلے کبھی نہیں گئے۔ بابا محمد حسین صاحب ضلع ہوشیارپور میں ہیں۔ اور شیخ غلام احمد صاحب قادیان میں۔ البتہ سید احمد نور صاحب مہاجر پارہ چنار کے لوگوں کی درخواست پر حضرت امیر المومنین کے حکم سے وہاں تشریف لیگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب خادمان دین کا حامی وناصر ہو۔

انجمن الانصار کا عظیم الشان کام

جب انجمن الانصار کی بنیاد حضرت صاحبزادہ صاحب نے اللہ تعالیٰ کے ایما اور اشارہ کے ماتحت رکھی تھی تو کسے معلوم تھا کہ انجمن کیا کرے گی مگر جو کام اسکے ذریعہ ہوتا ہے وہ ایک شاندار کام ہے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو سالانہ رپورٹ بتائیگی کہ اس کے ممبروں کے ذریعہ کتنے آدمی سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اب انجمن نے چوہدری فتح محمد خاں صاحب ایم۔ اے کو ولایت روانہ کیا ہے۔ اس کام میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کے متعلقوں نے بھی ۔۔۔ پوند عطا کئے ہیں اور کچھ انجمن نے بھی حصہ لیا خوشی کی بات ہے کہ جو کام ہزاروں کا تھا وہ سینکڑوں میں ہو گیا۔ چوہدری صاحب کے ذریعہ آسان اور کم خرچ چندہ کی راہوں کے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اللہ تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہو۔ ان کے پیچھے عنقریب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے بھی انشاء اللہ جائیں گے +

پادری جوالا سنگھ اور انجمن لکھنؤ

لکھنؤ کی انجمن کے بے نظیر مبلغ اور سلسلہ کے فدائی مرزا کبیر الدین احمد اور ان کے بھائی مرزا احسام الدین صاحب پادری جوالا سنگھ صاحب کو لکھنؤ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے گھر گھر سے پکڑا دیا اور اسطرح پر اسلام کی فتح صلیب پر ان کے ہاتھوں لکھنؤ میں ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ انہیں برکت پر برکت دے۔ آمین

دار الضعفاء کا ایک حصہ بنگیا

حضرت ناصر کی کوششیں بار آور ہوئیں۔ مقبرہ بہشتی کے راستہ میں دار الضعفاء کا ایک حصہ تعمیر ہو گیا۔ میر صاحب نے اس کام کو ایک ضابطہ کے نیچے لانے کے لئے ایک باقاعدہ انجمن بنا دی ہے جو ان کے کامل ایثار اور اخلاص کی دلیل ہے اور انہوں نے اپنے دوسرے بھائیوں کو نہ صرف کام کرنے کا موقعہ دیا بلکہ ثواب میں شریک کر لیا۔

لنڈن میں تبلیغ

مکرمی خواجہ صاحب اپنے رسالہ کے علاوہ تقریروں کے ذریعہ بھی کام کر رہے ہیں۔ ایک ہندو بیرسٹر ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکا ہے اور اس وقت تک غالباً ان کے چار لیکچر مضافات انگلستان میں ہو چکے ہیں جس محنت کیساتھ وہ شبانہ روز اس کام میں مصروف ہیں وہ ہر طرح سے قابل قدر ہے اور ضرورت ہے کہ کام کرنیوالے بزرگ انکی مدد کو پہنچیں میری رائے اب تک یہی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور صدر الدین صاحب کو جاکر ان کا ہاتھ بٹانا چاہئے ایڈیٹر صاحب بدر کی رائے سے میں اتفاق نہیں کرتا کہ مولوی صدر الدین صاحب کا مرکز سے ہلنا مشکل ہے۔ مدرسہ کا کام جب وہ یہاں نہ تھے چلتا تھا ان کے بعد بھی چلیگا۔ یہاں ہم سب کو کوئی خاص کام کرنے کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ جہاں کہیں ضرورت ہو چلا جاوے مدرسہ کیلئے اور بہترین آدمی مہیا ہو جائیں گے۔ خواجہ صاحب کی صحت اور اعانت کے پہلو کو مد نظر رکھ کر بہت بڑی ضرورت ہے کہ یہ بزرگ وہاں جائیں لاہور سے اگر دو آدمی صاحبان میں سے کوئی جاوے تو بھی جو کام مولوی محمد علی صاحب یا مولوی صدر الدین صاحب معاً وہاں جاکر کر سکتے ہیں وہ ڈاکٹر صاحبان ایک عرصہ کے بعد کر سکیں گے۔ اور اب لاہور میں پیغام صلح کی تیاریاں انکی ضرورت اور ضرورت کی زیادہ داعی ہیں۔

ہندوستان میں تبلیغ

ہندوستان میں تبلیغ کی بیحد ضرورت ہے۔ بہت سے حصے بالکل غافل اور بے خبر ہیں اور انہیں اسلام کی بھی خبر نہیں۔ اس معاملہ میں ہماری طرف سے سخت غفلت ہو رہی ہے اور ہم جوابدہ ہیں۔